روزنامہ

الفضل

قدرت ثانیہ نمبر

28 مئی 2008ء

28 ہجرت 1387ہش

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

047-6213029

C.P.L FD-10

تمام جماعت احمدیہ کو صد سالہ خلافت جوبلی مبارک۔ صد مبارک

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا
جلتا ہوا پُرنور خلافت کا دیا ہے

مقام انتخاب خلافت اولیٰ احاطہ بہشتی مقبرہ قادیان

مقام انتخاب خلافت ثانیہ بیت نور قادیان

مقام انتخاب خلافت ثالثہ و رابعہ بیت المبارک ربوہ

مقام انتخاب خلافت خامسہ بیت الفضل لندن

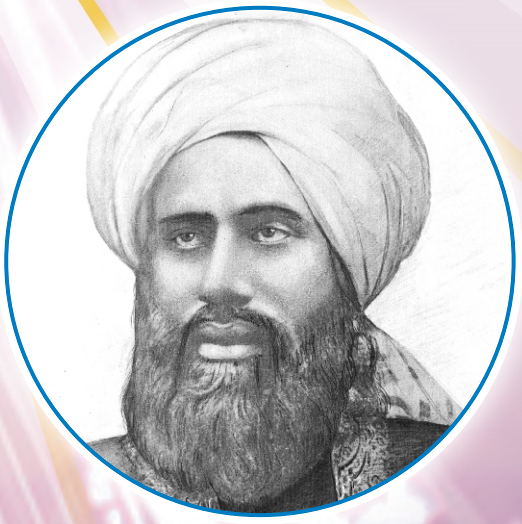

میں
خدا کی ایک مجسم قدرت
ہوں اور میرے بعد بعض
اور وجود ہوں گے جو دوسری
قدرت کا مظہر ہوں گے۔

(حضرت مسیح موعود)

اداریہ

مبارک ہو

ایک لمبے تنزل اور ویرانی کے بعد دین کی شان و شوکت کا چاند قادیان کی مقدس سرزمین سے 23 مارچ 1889ء کو طلوع ہوا۔ کم فہم اور کوتاہ بین اس کو دیکھ نہ سکے مگر وہ چاند روشنی اور تابانی کی نئی نئی منزلیں طے کرتا رہا اور عمر کے 20 ویں سال میں 27 مئی 1908ء کو اس نے ابدی زندگی کا لبادہ اوڑھ لیا اور آسمان پر لکھ دیا گیا کہ اس کے مظہر بدلتے رہیں گے۔ چہرے تبدیل ہوتے رہیں گے مگر ان کی روح ان کی آواز ان کا پیغام ایک ہی رہے گا۔

اس پہلو سے گزشتہ ہزار سالہ مذہب کی تاریخ کے اہم ترین دن 23 مارچ اور 27 مئی ہیں۔

ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہم نے 23 مارچ کا سو سالہ دائرہ پورا ہوتے دیکھا اور اب 27 مئی کا مبارک دن آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہزاروں مرسلین آئے اور ان کے بعد خلافتیں بھی قائم ہوئیں مگر یہ منفرد اعزاز ہے کہ کسی سلسلۂ خلافت نے سو سال میں عالمی تمکنت حاصل کر لی ہو اور اس خلافت کی صد سالہ جوبلی منائی گئی ہو۔

پس مبارک ہو اس کو

- جو ہزار سال سے موعود مسیح اور مہدی کا منتظر تھا۔
- جو امام زمانہ پر ایمان لایا اور اس کو سلام پہنچایا اور بھیڑیوں اور درندوں سے اپنی جان بچالی۔
- جو مسیح موعود کے بعد اس کی خلافت پر ایمان لایا اور عمل صالح بجا لایا۔
- جسے خدا نے خلافت کا تاج پہنایا اور زمین پر اپنی نمائندگی کا شرف بخشا۔
- جن کے دین کو خدا نے تمکنت بخشی اور ان کے خوفوں کو امن میں بدل دیا۔
- جنہوں نے اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور دنیا میں امت واحدہ اور بنیان مرصوص کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

یہ تاریخ کا اتنا بڑا لمحہ ہے کہ

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

27 مئی سے عالم احمدیت پر دوسری صدی کا پہلا سورج طلوع ہو رہا ہے۔ پہلی صدی کے لمحہ لمحہ پر خدا کے فضلوں کا تذکرہ شکرانہ کا پہلا مرحلہ ہے جو پوری صدی جاری رہے گا۔ اس موقع پر الفضل کا ضخیم خاص نمبر تو بعد میں شائع ہو گا اس وقت احباب کو اس شمارہ کے ذریعہ مبارک دینا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں میں اور بھی بڑھائے اور خلافت کا چاند ہمارے گھروں کو ہمیشہ روشن کرتا رہے۔

خلافت دائمی ہوگی

خلافت کی محبت میں دلوں کو یوں فنا رکھنا
کوئی مسلک اگر رکھنا تو تسلیم و رضا رکھنا

سمعنا اور اطعنا میں چھپی روحِ خلافت ہے
یہ نکتہ بھول مت جانا اسے دِل میں بسا رکھنا

بہت سے ابتلا آئیں گے ہمت ہار مت دینا
سدا با حوصلہ رہنا، سدا خُوئے وفا رکھنا

خدا کے فضل و احساں سے بہاریں ان گنت آئیں
بہاریں ان گنت آئیں گی دروازہ کھلا رکھنا

یہ لعلِ بے بہا ہے گوہرِ نایاب ہے پیارو
خلافت کی حفاظت اپنی جانوں سے سوا رکھنا

اگر منصب خلافت کا کبھی قربانیاں مانگے
تو جان و مال، وقت اولاد، ہر شئے کو فدا رکھنا

یہ راہِ عشق ہے اہل یقیں کی راہ گذر ہے یہ
نہ دِل میں وسوسہ رکھنا نہ لب پر چوں چرا رکھنا

شہادت دو عمل سے جب بھی اقرارِ وفا باندھو
فقط لفظی شہادت پر نہ ہرگز اکتفا رکھنا

جو اقرارِ بیعت باندھا ہے یوں اس کو نبھانا ہے
جلا کر کشتیاں ساری خدا کا آسرا رکھنا

جو مخلوقِ خدا سے معاملہ کرنا پڑے تم کو
بھلا کر اپنے سب سود و زیاں خوفِ خدا رکھنا

تمہاری راہ میں حائل نہ ہوں کمزوریاں اپنی
سو استغفار سے دن رات ہونٹوں کو سجا رکھنا

اگر تقویٰ پہ عرشی مرد و زن قائم رہے دائم
خلافت دائمی ہو گی سو خود کو پارسا رکھنا

ا۔ع۔ملک

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/15 روپے جلد 58-93 شمارہ نمبر 119

مکرم مبشر احمد خالد صاحب

خلافت ۔ لغوی اور اصطلاحی معانی اور مقاصد

خلافت کا مقصد توحید کا قیام، تمکنت دین اور قوم کی اصلاح ہے

خلافت کے لغوی معنٰی

یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور قواعد صرف کی رُو سے یہ مصدر کا صیغہ ہے۔ اس کا مادہ ''خلف'' (خ۔ل۔ف) ہے۔ جس کے لغوی معنٰی جانشینی، قائمقامی، نیابت، امارت اور امامت کے ہیں۔ ان تمام معانی کی تائید لغت عرب سے ہوتی ہے۔

1۔ خَلَفَ فُلَانٌ فُلَانًا فِی ھٰذَا الْاَمْرِ اِنْ قَامَ مَقَامَہٗ فِیْہِ ھٰذِہٖ. یعنی اگر ایک شخص دوسرے شخص کے بعد اس کا نائب وقائمقام ہوا تو یہ خلافت ہے۔ (ابن فارس زیر لفظ خلف)

2۔ المنجد میں اَلْخِلَافَۃُ کے معنٰی (1) اَلْاِمَارَۃُ (امارت)، (2) اَلنِّیَابَۃُ عَنِ الْغَیْرِ (قائمقامی)، (3) اَلْاِمَامَۃُ یعنی امامت لکھے ہیں۔ (المنجد زیر لفظ خلف)

3۔ مصباح اللغات میں بھی اَلْخِلَافَۃُ کے معنٰی (1) امارت، (2) قائمقامی، (3) اور امامت کے لکھے ہیں۔ (مصباح اللغات زیر لفظ خلف)

4۔ لسان العرب میں اَلْخِلَافَۃُ کے معنٰی ''اَلْاِمَارَۃُ'' یعنی امارت لکھے ہیں۔ (لسان العرب زیر لفظ خلف)

5۔ مفردات القرآن میں لکھا ہے۔ اَلْخِلَافَۃُ کے معنٰی دوسرے کا نائب بننے کے ہیں۔ خواہ وہ نیابت اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو۔ یا محض نائب کو شرف بخشنے کی غرض سے ہو اس آخری معنٰی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو زمین میں خلافت بخشی۔

6۔ اقرب الموارد میں ''اَلْخِلَافَۃُ'' کے درج ذیل معنٰی بیان کئے گئے ہیں:۔

(1) اَلْاِمَارَۃُ (حکومت)، (2) اَلنِّیَابَۃُ عَنِ الْغَیْرِ اِمَّا لِغَیْبَۃِ الْمَنُوْبِ عَنْہُ اَوْ لِمَوْتِہٖ اَوْ لِعَجْزِہٖ اَوْ لِتَشْرِیْفِ الْمُسْتَخْلَفِ. یعنی دوسرے کی نیابت کرنا خلافت کہلاتا ہے۔ خواہ وہ نیابت جس کی نیابت کی گئی ہو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا موت یا کام سے عجز کی وجہ سے ہو اور بعض اوقات یہ نیابت صرف عزت افزائی کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زمین پر خلیفہ بناتا ہے تو یہ صرف ان کے اعزاز کی خاطر ہوتا ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ (3) اور شرعی معنٰی خلافت کے امامت کے ہیں۔

پس لغت کی رو سے خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنٰی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائمقام بننے، کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔

خلیفہ کے لغوی معنٰی

خلیفہ خلافت سے مشتق ہے۔ جس کی جمع خلفاء اور خلائف ہے۔ عربی لغت کی رُو سے جو کسی کا قائمقام ہوتا ہے۔ وہ اس کا خلیفہ کہلاتا ہے۔ لغت عرب کی معروف کتب میں ''خلیفہ'' کے درج ذیل معانی لکھے ہیں۔

1۔ اقرب الموارد میں لکھا ہے۔

(1) مَنْ یَخْلُفُ غَیْرَہٗ وَیَقُوْمُ مَقَامَہٗ یعنی جو کسی کا قائمقام اور جانشین ہو۔ (2) اَلسُّلْطَانُ الْاَعْظَمُ حاکم اعلیٰ۔ شہنشاہ۔ (3) وَفِی الشَّرْعِ الْاِمَامُ الَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَہٗ اِمَامٌ. اور شرعی لحاظ سے خلیفہ کے یہ معنٰی ہوں گے کہ وہ پیشرو اور حاکم جس کے اوپر اور کوئی حاکم نہ ہو۔

2۔ المنجد میں لکھا ہے۔ اَلْخَلِیْفَۃُ

(1) مَنْ یَخْلُفُ غَیْرَہٗ وَیَقُوْمُ مَقَامَہٗ. یعنی جو کسی کا قائمقام ہو اور اس کا جانشین ہو۔

(2) اَلْاِمَامُ الَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَہٗ اِمَامٌ وَھُوَ مُذَکَّرٌ فَیُقَالُ ھٰذَا خَلِیْفَۃٌ آخَر وَرُبَمَا اُنِّثَ مِرَاعَاۃً لِلَفْظِ فَیُقَالُ ''خَلِیْفَۃٌ اُخْرٰی'' یعنی بڑا بادشاہ جس سے اوپر کوئی اور بادشاہ نہ ہو۔ یہ مذکر ہے کہا جاتا ہے ''ھٰذَا خَلِیْفَۃٌ آخَرُ'' اور کبھی لفظ کی رعایت سے مؤنث استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں خَلِیْفَۃٌ اُخْرٰی.

خلیفہ کی جمع خلفاء وخلائف ہے۔

3۔ مصباح اللغات میں لفظ 'خلیفہ' کے معنٰی لکھے ہیں:۔

جانشین، قائمقام، بڑا بادشاہ کہ اس سے اوپر اور کوئی بادشاہ نہ ہو۔

4۔ لسان العرب میں لکھا ہے:۔

(1) وَالْخَلِیْفَۃُ: اَلَّذِیْ یُسْتَخْلَفُ مِمَّنْ قَبْلَہٗ وَالْجَمْعُ خَلَائِفُ. یعنی خلیفہ کا معنٰی وہ شخص جو اپنے سے پہلے کا قائمقام ہو اور لفظ خلیفہ کی جمع خلائف ہے۔ (2) اَلْخَلِیْفَۃُ اَلسُّلْطَانُ الْاَعْظَمُ یعنی سب سے بڑا بادشاہ۔

پس لغت عرب کی رُو سے ''خلیفہ'' کے معانی جانشین، قائمقام اور حاکم اعلیٰ کے ہیں۔

خلافت کے اصطلاحی معنٰی

اصطلاحی طور پر نبوت کی قائمقامی کا نام خلافت ہے۔ خلیفہ وہ ہے جو اپنے انوار وبرکات کے افاضہ کے لحاظ سے نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ نبی کے فرائض کو بجالاتا ہے اور اس کے قائمقام کے طور پر قوم کا مطاع اور واجب التسلیم ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''خلیفہ کا معنٰی جانشین کے ہیں۔ جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 2 نیا ایڈیشن ص 666)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں۔ ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ ہو''۔

(شہادت القرآن ص 58 روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

خلافت کی اقسام

قرآن کریم سے تین قسم کی خلافتوں کا ذکر ملتا ہے۔

1۔ خلافت نبوت:

قرآن کریم میں خلافت کا لفظ بمعنی نبوت و ماموریت استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 31 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یعنی زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اسی طرح انہی معنوں میں یعنی خلافت نبوت سے سرفراز کرنے کے معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا جیسا کہ سورۃ صٓ آیت 27 میں آتا ہے کہ

اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلان طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے گا۔

پس حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

2۔ خلافت قومی:

قرآن کریم سے جس دوسری قسم کی خلافت کا علم ہوتا ہے۔ وہ خلافت قومی ہے جیسا کہ سورۃ اعراف آیت 70 میں آتا ہے کہ اور یاد کرو جب اس نے نوح کی قوم کے بعد تمہیں جانشین بنا دیا تھا۔ یعنی قوم نوح کی تباہی کے بعد ان کی جگہ تم کو دنیا میں حکومت اور غلبہ حاصل ہو گیا۔ اسی طرح حضرت صالح کی زبانی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یاد کرو جب تم کو اللہ تعالیٰ نے عاد اُولیٰ کی تباہی کے بعد ان کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔

(اعراف:75)

اور اسی طرح سورۃ مائدہ آیت نمبر 21 کے مطابق قوم موسیٰ میں نبی بھی مقرر کئے تھے اور بادشاہ بھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہود کو ہم نے دو طرح خلیفہ بنایا۔ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ انبیاء کے تحت انہیں خلافت نبوت دی اور جَعَلَکُمْ مُلُوْکًا کے ماتحت انہیں خلافت ملوکیت دی۔

پس ہر قوم جو پہلی قوم کی تباہی پر اس کی جگہ لیتی ہے۔ ان معنوں میں بھی خلیفہ کا لفظ قرآن مجید میں متعدد بار استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کے مطابق خلافت کی دوسری قسم خلافت قومی ہے جس کے تحت ہر قوم جو پہلی قوم کی جگہ لیتی ہے وہ قرآنی محاورہ کے مطابق اس قوم کی خلیفہ کہلاتی ہے۔

3۔ خلافت علیٰ منہاج النبوت:

قرآنی محاورہ کے مطابق تیسری قسم کی خلافت وہ ہے جس کے مطابق نبی کے جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں اور نبی کے ماننے والوں میں اتحاد و تنظیم قائم رکھنے والے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی جیسا کہ آیت استخلاف (سورۃ نور آیت 56) سے ظاہر ہے۔ اسی طرح سورۃ اعراف آیت نمبر 143 میں ہے۔

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میری قائمقامی کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر۔ پس اس آیت کریمہ کی رو سے حضرت ھارون علیہ السلام ایک تابع نبی بھی ہوئے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی۔ اس جگہ حضرت ھارون علیہ السلام کی خلافت، خلافت نبوت نہ تھی بلکہ خلافت انتظامی تھی۔ مگر اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستگی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت ہی کو جاری کرتا ہے۔ کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ حالانکہ نبوت کے عہدہ پر وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آئے سب اسی قسم کے خلفاء تھے۔ جیسا کہ سورۃ مائدہ آیت 45 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھرپور اتارا تھا۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو ہمارے فرمانبردار تھے اور عارف اور علماء بہ سبب اس کے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر نگران تھے۔ یہودیوں کے لئے فیصلہ کیا کرتے تھے۔

1۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی انبیاء اور کئی غیر نبی جن کو اس آیت میں ربانی اور احبار کہا گیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے قیام کے لئے یا دوسرے

لفظوں میں ان کے خلیفہ کی حیثیت سے بنی اسرائیل میں آتے رہے۔

2۔ احادیث میں حضرت امام مہدی کے لئے جو ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے (ابن ماجہ جلد نمبر 2 ص 289 مطبوعہ مصر) کی حدیث میں خلیفہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ وہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (نور:56) کے مطابق بنی اسرائیل کے خلفاء کے ہم معنیٰ استعمال ہوا ہے۔

3۔ نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو غیر نبی ہوں مگر اس نبی کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں یعنی اس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے ہوں اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے خلفاء راشدین۔ یہ خلفاء بھی خلافت کی اس تیسری قسم یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت میں شامل ہیں۔ اس کا ثبوت آنحضرتؐ کی یہ حدیث مبارکہ ہے۔ جس میں اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قائم ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 273) والی مشہور حدیث میں پیشگوئی فرمائی ہے۔

خلیفہ کے لئے ''امیر المومنین''

کا خطاب

''امیر المومنین''، یہ لقب سب سے پہلے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے خلیفہ منتخب ہونے پر اختیار فرمایا (مقدمہ ابن خلدون طبع ثانی 578:2 سعد) ''امیر'' سے مراد وہ شخص ہے جسے ''امر'' یعنی حکم یا قیادت تفویض کی جائے۔ اور اس عام مفہوم کے مطابق اسے کلمہ ''المومنین'' کی طرف مضاف کرکے اس سے وہ ''امیر'' مراد لئے جاتے تھے جنہیں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور آپؐ کے بعد مختلف اسلامی مہموں کی قیادت سپرد کی گئی، جیسے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ''امیر'' کہا گیا۔ وہ جنگ قادسیہ میں ایرانیوں کے خلاف اسلامی افواج کے قائد تھے، لیکن حضرت عمرؓ نے جو اپنے لئے ''امیر المومنین'' کا لقب اختیار کیا تو گمان غالب ہے کہ یہ قرآن مجید کے تابع ہوگا، ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو (النساء:85)۔ عہد فاروقی سے خاتمہ خلافت تک یعنی امیر المومنین کا اعزازی لقب صرف خلفاء کے لئے مخصوص رہا۔ اگر کوئی بادشاہ اسے اختیار کرلیتا تھا تو اس سے یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ مدعی منصب خلافت بھی ہے۔ خواہ خلافت کے عام مفہوم میں، جیسے بنو امیہ، بنو عباس اور فاطمی خلفاء تھے، یا مستقل اسلامی حکومت کے معنی ہیں۔ جیسے اندلس میں 316ھ/928ء سے بنوامیہ تھے۔ یا المغرب میں بنو مؤمن۔ 656ھ/1258ء میں جب عباسی خلافت ختم ہوگئی تو مصر کے مملوک سلاطین نے قلیل عرصے کے لئے اسے خلافت مطلقہ کی حیثیت سے تسلیم کرلیا، یہاں تک کہ قاہرہ میں خود انہوں نے عباسی خلفاء کا ایک جدید سلسلہ قائم کرلیا۔ المغرب میں بنوحفص کا سلسلہ قائم کرلیا۔ المغرب میں بنوحفص کا دعویٰ بنومرین نے تسلیم نہیں کیا اور آٹھویں صدی ہجری/ چودھویں صدی عیسوی میں اپنے لئے امیر المومنین کا لقب اختیار کرلیا۔ بعد کے تمام مراکشی شاہی خاندانوں نے بھی ان کا تتبع کیا۔

شیعوں کا فرقہ امامیہ ''امیر المومنین'' کا لقب صرف حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مخصوص سمجھتا ہے۔ اسماعیلیوں کا ہر فرقہ اسے اپنے اپنے مسلمہ خلفاء کے لئے استعمال کرتا ہے۔ زیدی شیعوں کے نزدیک ہر وہ علوی جو بزور شمشیر اپنے اقتدار کو منوالے خود کو امیر المومنین کہلواسکتا ہے، مثلاً یمن کے زیدی امام۔

لفظ امیر المومنین کا استعمال خوارج کے ہاں تاہرت کے رستمیوں کے سوا بہت شاذ ہے۔ کبھی کبھی اس اصطلاح کا اطلاق کسی نسبت سے مجازاً بعض بڑے بڑے علماء پر بھی کیا گیا ہے، مثلاً مشہور محدث شعبہ بن الحجاج کو ''امیر المومنین فی الراویہ'' کہا گیا (ابو نعیم: حلیہ الاولیاء 144:7)، اسی طرح مشہور نحوی ابو حیان غرناطی کو ''امیر المومنین فی النحو'' (المقری، نفخ الطیب، ص 826)

(مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر انتظام دانش گاہ پنجاب لاہور، شعبہ پنجاب یونیورسٹی لاہور 1997ء)

نظام خلافت کے اغراض ومقاصد

اللہ تعالیٰ نے اس عالم کائنات میں بیشمار اور ان گنت مخلوقات پیدا کی ہیں۔ جن میں سے انسان کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس حقیقت کی تائید متعدد آیات کریمہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔ (بقرہ:30)

اسی طرح ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا:۔

اور یقیناً ہم نے ابنائے آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا اور اکثر چیزوں پر جو ہم نے پیدا کیں انہیں بہت فضیلت بخشی۔ (بنی اسرائیل:71)

اب ظاہر ہے کہ اس کائنات کی سب سے اہم مخلوق جس کے لئے یہ ساری کائنات پیدا کی گئی ہے۔ ضرور اس کی پیدائش کا بھی کوئی مقصد ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اہم اور اعلیٰ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں ہماری راہنمائی کی گئی ہے۔

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذاریات:57)

انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت قرار دینے میں دراصل حکمت یہ تھی کہ اس طریق سے انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن سکے۔ جیسا کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (التعریفات جلد 1 ص 216 از علی بن محمد بن علی جرجانی) یعنی تم اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ سے ظاہر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بنو۔ اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم ص 323)

اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مادی وجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اس کے ذریعہ صفات باری تعالیٰ کا ظہور تھا۔ اسی طرح ایک حدیث قدسی ہے کہ

یعنی میں نے ارادہ کیا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے آدم کو پیدا کیا۔

(مزیل الخفاء والالباس جلد 2 ص 123 مصنفہ اسمٰعیل بن العجلونی)

چنانچہ اسی عظیم مقصد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:۔

یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

(بقرہ:31)

پس یہی وہ عظیم مشن تھا جس کے پیش نظر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور تکمیل افضل الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے بابرکت وجود سے ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق دنیا کی ہر قوم، ہر علاقے اور ہر زمانہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ جس نظام کی تخم ریزی ہوئی اس کی آبیاری کے لئے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا جس کی تصدیق اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

کوئی بھی ایسی نبوت نہیں گزری جس کے بعد خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔

(مجمع الزوائد علی بن ابی بکر الھیثمی جلد 5 ص 188 دار الکتاب العربی قاہرہ بیروت 1407)

پس اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں پر خلافت سے مراد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے جو نبوت کی جانشین اور قائمقام ہوتی ہے۔ جس کے قیام کا مقصد درحقیقت برکات رسالت کو جاری رکھنا ہوتا ہے اور وہ مقصد جس کے پیش نظر انسان کو پیدا کیا گیا ہے نبی سابق کی تعلیم کی روشنی میں اس کی راہنمائی کرنا۔ نیز تجدید دین کرنا اور نبی کے وجود کو ظلی طور پر قائم رکھنا ہوتا ہے اور نبی کے ماننے والوں میں اتحاد و تنظیم قائم رکھنا ہے۔

نظام خلافت کے اغراض ومقاصد کو سمجھنے کے لئے سورۃ نور کی آیت 56 (جو آیت استخلاف کے نام سے معروف ہے) ہماری مکمل راہنمائی کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (نور:56)

اس آیت کو آیت استخلاف کہا جاتا ہے جس میں یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جس طرح خدا نے پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اسی طرح آنحضور ﷺ کے بعد بھی جاری فرمائے گا اور وہ خلافت نبی کے نور کو لے کر آگے بڑھے گی اور آنحضرتؐ کی نبوت کا تتمہ ثابت ہوگی۔ اس آیت کریمہ میں نظام خلافت کے تمام بنیادی ضروری مضامین بیان کردیئے گئے ہیں اور نظام خلافت کے درج ذیل تین بنیادی مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔

1۔ تمکنت دین۔ یعنی نظام خلافت دین کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔

2۔ خوف کا امن میں تبدیل ہونا۔ یعنی دین پر جب بھی کوئی خوف یا خطرے کی گھڑی آتی ہے تو نظام خلافت کے ذریعہ وہ خوف امن اور سکون میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

3۔ توحید باری تعالیٰ کا قیام۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہے۔ یعنی توحید خداوندی کا قیام۔ پس مذہب اور دین کا یہ بنیادی مقصد بھی نبوت کے بعد خلافت کے ذریعہ پورا ہونے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں اس سے توحید خداوندی کے قیام میں مدد ملتی ہے وہاں اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر امت میں وحدت اور اتحاد و یگانگت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود نظام خلافت کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت زمین پر پوری ہوجائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا

کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

1۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

2۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔...... (سورۃ نور:56)

یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 305,304)

اسی طرح ایک دوسری جگہ خلافت کی اغراض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے''۔

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

حضرت مسیح موعود سے ایک موقع پر سوال کیا گیا کہ خلیفہ آنے کا مدعا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

''اصلاح۔ دیکھو حضرت آدم سے اس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسانوں کی عملی حالتیں کمزور ہو گئیں اور انسان زندگی کے اصل مدعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مرسل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔ شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قائم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنا دیا۔

غرض اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ ایک زمانہ گزرنے پر جب پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ بھول کر راہ راست اور متاع ایمان اور نور معرفت کو کھو بیٹھتے ہیں اور دنیا میں ظلمت اور گمراہی، فسق و فجور کا چاروں طرف سے خطرناک اندھیرا ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفات جوش مارتی ہیں اور ایک بڑے عظیم الشان انسان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا نام اور توحید اور اخلاق فاضلہ پھر نئے سرے سے دنیا میں اس کی معرفت قائم کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بین ثبوت ہزاروں نشانوں سے دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کھویا ہوا عرفان اور گمشدہ تقویٰ طہارت دنیا میں قائم کی جاتی ہے اور ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوتا ہے۔ غرض اسی سنت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم نیا ایڈیشن ص 561,560)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''خلافت خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا''۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی تا 5 جون 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نظام خلافت کی اغراض و مقاصد تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہرحال محدود ہے۔ صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں''۔

(بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ مئی 1960ء)

☆☆☆

ظہور قدرت ثانیہ قادیان کے مقام پر تعمیر ہونے والی یادگار کی تقریب سنگ بنیاد

مورخہ 2 جنوری 2008ء کو صبح گیارہ بجے خصوصی تقریب سنگ بنیاد بہشتی مقبرہ قادیان میں بمقام ظہور قدرت ثانیہ منعقد ہوئی۔ جس میں قادیان اور پاکستان سے تشریف لانے والے ناظر صاحبان نائب ناظران اور معزز شخصیتوں کو مدعو کیا گیا۔ تقریب کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ ربوہ نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے یادگار کے متعلق تعارف پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آج اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم سب اس جگہ اکٹھے ہیں جہاں 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد اس جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود کا جنازہ پڑھایا۔

جب 2008ء میں خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منانے کا فیصلہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یہ فیصلہ بھی ہوا کہ خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر مقام ظہور قدرت ثانیہ پر ایک یادگار بھی تعمیر کی جائے۔

یادگار کی تعمیر کے لئے احمدی آرکیٹیکٹس کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ اس یادگار کے لئے ڈیزائن تیار کریں۔ پاکستان اور مغربی ممالک کے بہت سے آرکیٹیکٹس صاحبان نے مختلف ڈیزائن تیار کئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان Designs میں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم شیخ عبدالرزاق صاحب آرکیٹیکٹ یو۔کے کا ڈیزائن منظور فرمایا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے متعدد مشوروں کے بعد انہوں نے اس Design کو آخری شکل دی۔

ڈیزائن کو جب آخری شکل دی جا چکی تو اس ڈیزائن کے مطابق یادگار تعمیر کرنے کا کام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس یورپین چیپٹر کے سپرد فرمایا۔ جس کے چیئرمین محترم محمد اکرام صاحب احمدی ہیں۔ ڈیزائن کی فنی تفصیلات طے کرنے کے لئے مکرم شیخ عبدالرزاق صاحب کے علاوہ مکرم شیخ محبوب الرحمٰن صاحب سٹرکچرل انجینئر اور مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب سول انجینئر ان کی معاونت کر رہے ہیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب اس کام کی نگرانی کے لئے قادیان آئے ہوئے ہیں۔

اس یادگار کے تین حصے ہیں پہلے حصہ کا تعلق اس جگہ سے ہے جہاں بیعت اولیٰ ہوئی۔ اس کی تیاری ہو رہی ہے۔ اسی حصہ میں پلیٹ فارم ہوگا۔ فوارہ ہوگا اور پلیٹ فارم پر شیشہ کی پانچ اونچی Plates ہوں گی جن پر آیت استخلاف، خلافت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی احادیث اور الوصیت سے قدرت ثانیہ کے متعلق اقتباسات درج ہوں گے۔

دوسرا حصہ اس جگہ سے تعلق رکھتا ہے جہاں حضرت مسیح موعود کا جسد اطہر رکھا گیا اور جہاں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

جسد اطہر رکھے جانے والی جگہ پر ایک پلیٹ فارم ہوگا اور اس کے ساتھ ایک آرچ تعمیر ہوگی اور اسی جگہ ہی آج سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔

یادگار کا تیسرا حصہ اس طرح ہے کہ ظہور قدرت ثانیہ والے حصہ پر لکھی گئی آیت احادیث اور حضرت مسیح موعود کے اقتباسات کا دنیا کی مندرجہ ذیل 14 زبانوں میں ترجمہ کیا جائے گا۔ بلکہ کیا جا چکا ہے:

عربی، اردو، فرنچ، سپینش، ہندی، جرمن، انڈونیشین، بنگلہ، چائنیز، گورمکھی، سواحیلی، فارسی، رشین، انگریزی۔

اور یہ ترجمہ سنگ مرمر کی پلیٹ پر کندہ کیا جائے گا اور یہ 14 پلیٹ یادگار کے احاطہ میں ایک گیٹ سے داخل ہونے کے بعد سڑک کے دونوں طرف لگائی جائیں گی۔ یادگار کے اردگرد گھاس اور پھولوں کے پودے اور سایہ دار درخت لگائے جائیں گے۔ روشنی کا انتظام کیا جائے گا۔ سڑکیں اور راستے بنائے جائیں گے۔ وغیرہ۔

قادیان آنے سے پہلے خاکسار ربوہ میں ہی تھا تو خاکسار کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد موصول ہوا کہ وہاں جا کر یادگار کی تیاری کا جائزہ لے کر رپورٹ بھجواؤں۔ یہاں آنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ فون پیغام بھجوایا گیا کہ جنازہ گاہ والا حصہ تیاری کے اس مرحلہ پر ہے کہ اس کی بنیاد رکھی جا سکے اس پر مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لندن کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ کا ارشاد موصول ہوا کہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان و امیر مقامی ربوہ بنیاد رکھ دیں۔ میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی خدمت میں بنیاد رکھنے کی درخواست کرتا ہوں''۔

چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے حضور انور کے نمائندہ

باقی صفحہ 12 پر

جماعت کی نمائندگی میں ممبران مجلس مشاورت پاکستان 2008ء کی طرف سے

دربار خلافت میں عقیدت کے پھول اور وفاؤں کے نذرانے

مرتبہ: فخرالحق شمس صاحب

جماعت احمدیہ پاکستان کی 89 ویں مجلس شوریٰ منعقدہ مورخہ 29, 30, 31 مارچ 2008ء کے موقع پر شوریٰ کے تیسرے دن صدر مجلس شوریٰ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے فرمایا کہ جس طرح ممبران شوریٰ پاکستان نے 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت اقدس میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مبارکباد کا پیغام اور تجدید عہد وفا کی تھی، اسی طرح یہ سال بھی تاریخی ہے کہ خلافت احمدیہ کو 100 سال پورے ہورہے ہیں۔ اس موقع پر صدرانجمن احمدیہ کی طرف سے ایک عرضداشت اور خلافت سے وابستگی کی تحریک پیش کی جارہی ہے۔

اظہار جذبات کی تحریک

چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان صدرانجمن احمدیہ پاکستان نے سٹیج پر تشریف لا کر صدرانجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ہدیہ تبریک پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا:۔

26 مئی 1908ء منگل کا دن ایک اداس دن تھا جس کے لئے خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصے سے جماعت کے دلوں کو تیار کررہا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار ہونے والی وحی کے باوجود احباب کے دل اس پر یقین کرنے کو آمادہ نہ تھے جب وہ دن آیا تو یوں محسوس ہوا گویا وہ اچانک آیا ہے اس روز خدا کی تقدیر نے اپنی ایک مجسم قدرت کو اپنے پاس بلالیا اور...... مسیح ومہدی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مفوضہ کام کی تکمیل کے بعد اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے......

اور اس طرح جماعت کے احباب کے دل جو جاننے کے باوجود یقین کرنے پر آمادہ نہ تھے ایک گہری اداسی میں ڈوب گئے اور خدا تعالیٰ کی وہ بات پوری ہوئی کہ:

''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی قرب اجلك المقدر''۔

(تذکرہ ص 491-492)

جماعت احمدیہ اور جماعت کے احباب بظاہر بے سہارا اور یتیم رہ گئے غم نے انہیں ازخودرفتہ بنادیا اور دنیا ان کی نظر میں اندھیر ہوگئی مگر جیسا کہ خدائے قادرو مقتدر نے اپنے مسیح کو پہلے سے ہی خبر دے دی تھی۔ 27 مئی یعنی حضور کے وصال کے اگلے ہی روز غم زدگان کا قافلہ دردمند دلوں کے ساتھ اپنی متاع عزیز کو کاندھوں پر لئے قادیان پہنچا اور اسی روز شام کے وقت قادیان کی مقدس بستی میں خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کا ظہور ہوا اور جماعت احمدیہ کے افراد نے حضرت مولانا حکیم نورالدین کے مبارک ہاتھ میں اپنے ہاتھ دے کر اطاعت وفرمانبرداری اور وفاداری کا عہد کیا اور خدا کی قدرت کے ہاتھ نے بیقرار دلوں کو قرار بخشا غمزدوں کے دلوں پر سکینت اور اطمینان اور تسلی کا مرہم رکھا اور جماعت ایک نئے حوصلہ، نئے ولولہ اور نئے عزم اور ارادے کے ساتھ اپنے راستہ پر گامزن ہوگئی۔

ہم افراد جماعت احمدیہ پاکستان اس بات کے گواہ ہیں کہ اس روز سے آج کے دن تک خدا تعالیٰ نے اپنی غالب قدرت کے ساتھ اس پودے کی حفاظت اور آبیاری کی جسے اس نے 27 مئی 1908ء کو اپنے ہاتھ سے قادیان میں لگایا تھا۔

ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ گزرنے والی صدی کے ہر لمحہ اور ہر آن یہ پودا پروان چڑھتا رہا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے وہی پودا ایک عظیم الشان اور تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں قادیان سے باہر دنیا کے پونے دوصد سے زائد ممالک پر سایہ فگن ہیں جن کے راحت بخش سائے میں کروڑوں روحیں آرام پارہی ہیں۔

ہم پاکستان کے احمدی اس بات کی بھی شہادت دیتے ہیں کہ گزشتہ ایک صدی میں جماعت اور افراد جماعت پر نہایت خطرناک اور خوفناک لمحات بھی آئے جب یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا جماعت کا وجود ہی خطرے میں ہے لیکن ہر ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کے مظاہر کی عدیم المثال قیادت اور راہنمائی اور ان کی خدا تعالیٰ کے حضور دردمند دعاؤں کے طفیل نہ صرف یہ کہ جماعت ان مراحل سے بخیروخوبی گزری بلکہ پہلے سے بڑھ کر کامیاب اور سرخرو ہوکر ابھری۔

خدا تعالیٰ کی اس بے مثال نعمت اور عظیم الشان انعام پر ہمارے دل جہاں اپنے رب کے لئے شکر اور حمد کے جذبات سے لبریز ہوکر ہر آن اس کے حضور سجدہ ریز ہیں وہاں ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ ہم خلافت احمدیہ کی پہلی صدی کی تکمیل کے اس پُرمسرت اور تاریخی موقعہ پر قدرت ثانیہ کے مظہر خامس کے حضور بھی اپنے دل کی اس کیفیت اور جذبات محبت و عقیدت پیش کرتے ہوئے ہدیہ تبریک پیش کریں اور یہاں جمع ہونے والے نمائندگان اپنے اپنے علاقہ کی جماعت کے افراد مرد، عورت، بچے، جوان اور بوڑھے کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اس عہد اطاعت وفرمانبرداری اور صدق ووفا کی تجدید کریں جو ہمارے بزرگوں نے 27 مئی 1908ء کے دن قدرت ثانیہ کے مظہر اول سے کیا تھا۔

وفا کے نذرانے

اخلاص ووفا سے پُرعرضداشت پیش ہونے کے بعد ممبران مجلس شوریٰ نے اطاعت سے پُر اور محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ میں اپنے خیالات سے آگاہ کیا اور خلافت احمدیہ سے یکجہتی، اتفاق اور دلی وابستگی کا اظہار کیا۔ مجلس شوریٰ پاکستان کے لئے یہ ایک تاریخی موقع تھا جب ان کی زندگیوں میں وہ لمحہ آیا جو تاریخ احمدیت میں امر ہوگیا یعنی خلافت سلسلہ پر پہلی صدی مکمل ہورہی تھی، ایوان میں جب سینئر ممبران اور مرکزی عہدیداران و بزرگان سلسلہ نے خلافت کی برکات، فیوض، اہمیت، افادیت کے موضوعات پر اپنے تجربات، مشاہدات اور واقعات کا نقشہ کھینچا تو کم وبیش سارا ایوان اشکبار ہوگیا اور فدائیت اور دل کے جذبات سے خلافت سے وابستگی کا اقرار کیا اور اپنی وفاؤں کی تجدید کی۔

سب سے پہلے مکرم چوہدری مختار احمد ملہی صاحب امیر جماعت گوجرانوالہ نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان کے ساتھ یہ دن ہماری زندگیوں میں دکھایا کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے 100 سال پورے فرمائے، یہ غیرمعمولی خوشی کا موقع آج پھر ہمیں ایک غیرمعمولی روحانی کیفیت سے دوچار کررہا ہے اور وہ بابرکت وجود جو کل عالم کو ساری دنیا کے انسانوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے، آج اس کی آواز پر لبیک کہنے والے کتنے لوگ ہیں، کیا میں بھی ان میں شامل ہوں کہ نہیں، کیا میں اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عملدرآمد کررہا ہوں کہ نہیں۔ یہ ہے وہ روحانی کیفیت جو ہمیں خدا تعالیٰ کے اس قدرت ثانیہ کے ساتھ تعلق کے نتیجہ میں پہنچنے والی خوشی کے بعد ایک پاکیزہ تبدیلی سے دوچار کرسکتی ہے۔

مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر جماعت سیالکوٹ نے کہا کہ ہم پھر اس بات کا عہد کرتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عاجزانہ طور پر دل کی گہرائیوں سے کہتے ہیں کہ ہم اپنا مال، جان، وقت اور عزت کو خلافت پر ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے۔ یہ 100 سالہ دور اپنی برکات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ اب احمدیت کا غلبہ مقدر ہے۔

مکرم محمود احمد صاحب ملک لاہور نے کہا کہ پچھلے 100 سال کی تاریخ گواہ ہے کہ خلافت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ خلافت ہماری جان ہے، ہمارا ایمان ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہماری نسلیں درنسلیں درنسلیں قیامت تک خلافت سے وابستہ رہیں۔

مکرم نذیر احمد خادم صاحب بہاولنگر نے کہا۔ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ منفرد واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں خلافت کا ظہور فرمایا اور یہ بھی عدیم المثال واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سلسلہ پر ایک سینچری پوری فرمائی۔ یہ وہ لمحہ ہے جب ہم سب کے دل اس خدائے ذوالعرش کے آگے سجدہ ریز ہیں کہ جس نے ہمیں یہ مبارک وقت دکھایا۔

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

ہمیں اپنے اس رب کے ساتھ وفاداری کا عہد باندھنا چاہئے جس نے اپنے فضل سے ہمیں یہ دن دکھایا، تاکہ ہمارے اور ہماری نسلوں کے اعمال صحیح سمت میں چلیں اور خدا کے فرمانبردار بنیں۔

مکرم مبشر احمد دہلوی صاحب سرگودھا نے کہا میں نے اپنی زندگی میں چار خلافتیں دیکھی ہیں، ان خلافتوں کے فوائد بھی دیکھے ہیں، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلیفہ دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ تھا۔

مکرم سجاد اکبر صاحب فیصل آباد نے کہا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں جس نے اپنی خاص رحمت سے ہمیں قدرت ثانیہ سے نوازا ہے اور ہم اس پر بھی خدا کا شکر بجالاتے ہیں کہ مشکل حالات میں خلافت کی خدا تعالیٰ نے خوب حفاظت فرمائی ہے۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اے مسرور! خدا بھی تمہارے ساتھ ہے اور ہم اس کے عاجز بندے بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے آپ کی تائید ونصرت فرمائے اور ہر لمحہ کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ جماعت کو مضبوط ومتحد رکھے اور خلافت کا سایہ قیامت تک ہمارے سروں پر رکھے اور آپ کے مبارک ہاتھ پر فتوحات دکھائے۔

مکرم بشارت احمد رانا صاحب کراچی نے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا یہ حقیقت ہے کہ قیادت جب خلافت کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو قوموں کی تقدیریں بدلا کرتی ہیں۔

مکرم شیخ کریم الدین صاحب امیر جماعت بہاولنگر نے کہا۔ خداتعالیٰ نے ہمیشہ خلافت کی لاج رکھی اور خلیفہ کا ساتھ دیا۔ انہوں نے اپنے واقعات بیان کئے۔ انہوں نے کہا ہمیشہ خلیفۃ المسیح سے مشورہ کریں ان کی دعائیں حاصل کریں۔ جماعت میں محبت کا سمندر ہے جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہمارے خلیفۃ المسیح کے ساتھ رابطے دائمی ہونے چاہئیں، ان سے رابطے اور تعلق کے بغیر ہم کسی کام کے نہیں ہیں۔

مکرم پیر افتخار الدین احمد صاحب راولپنڈی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث والرابع کی وفات کے وقت جماعت کے دلوں کی کیفیت اور نئے خلیفۃ المسیح کے انتخاب کے بعد دلوں کو حاصل ہونے والی سکینت کے بارے میں اپنے تجربات و مشاہدات بیان کئے اور کہا کہ خلیفۃ المسیح کا ہم احمدیوں کے اوپر جو احسان ہے اس سے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے کئی مواقع ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اہل و عیال کے ساتھ احمدیت کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رکھے اور خلافت کی نعمت جو جماعت کو میسر ہے، اس عافیت کے حصار سے جب تک دنیا روشناس نہیں ہوگی وہ سکون نہیں پاسکتی۔

مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب امیر جماعت راولپنڈی نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ ہم نے خداتعالیٰ کے فضلوں کے نظارے 100 سال میں دیکھے ہیں جن سے انسان کا دل خوش اور مطمئن ہوجاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے معاً بعد کی کیفیت کے بارے میں بتایا کہ اس وقت بہت دوست اکٹھے تھے لیکن زندگی کسی میں بھی نہیں تھی۔ بھلا خلافت کے بغیر بھی زندگی کا تصور ہے؟ ایسے محسوس ہورہا تھا کہ سر پر سے چھت اڑ گئی ہے پھر جب خلافت کا انتخاب ہوا اور دوستوں نے بیعت کرلی اس انتہائی غم کی حالت میں، میں نے احباب کو ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے سنا۔ یعنی فوری طور پر ایک ایسا انقلاب آیا کہ وہ دکھی دل، وہ غمگین دل ایسے بدلے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے خلافت کی دائمی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس جیسی یقیناً کوئی اور نعمت نہیں ہے۔

مکرم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے کہا ہمیں وہ تمام خوبیاں خلافت میں نظر آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہونے کا ثبوت ہیں۔ انہوں نے خلفاء سلسلہ کے حوالے سے مختلف مشاہدات اور واقعات بیان کئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ بیتے ہوئے بعض واقعات بیان کئے خاص طور پر حضرت خلیفہ رابع کی پاکستان سے ہجرت کے واقعات بتائے۔ آخر پر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کو لمبی زندگی عطا فرمائے، جماعت کو ان کے دور میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ یہ وہ خلیفہ ہے جو ہماری زندگی میں آیا ہے کہ جو خلافت کی پہلی صدی کا بھی خلیفہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ خلافت کی دوسری صدی کا بھی خلیفہ ہوگا۔ ان کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے، ان کے ساتھ ایسے چلنا چاہئے کہ جماعت اور خلیفہ ایک وجود ہوں، دو وجود نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خلافت کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی برکتوں سے فائدہ حاصل کریں۔ آمین

مکرم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع فیصل آباد نے یوں اظہار خیال کیا۔ آیت استخلاف میں بہت اسرار و رموز ہیں اور اس میں خاص طور پر یہ ذکر ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو گے اور شرک نہیں کرو گے۔ یعنی سوائے خداتعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرو گے۔ صرف خدا کا خوف اپنے دل میں جاگزیں کرو گے۔ انہوں نے بعض تاریخی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ اپنے وعدوں کے مطابق خدا ہماری مدد کو پہنچے گا اور ہم دعا گو ہیں کہ خداتعالیٰ وہ وقت جلد لائے کہ یہ تجدید وفا سامنے بیٹھ کر پیار سے، شفقت بھری نگاہوں کو تکتے ہوئے ہم خلیفہ وقت کے حضور پیش کرسکیں۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے کہا۔ یہ ہماری سعادت ہے کہ ہم نے وہ زمانہ پایا جب خلافت احمدیہ اپنی پہلی صدی مکمل کررہی ہے اور دوسری صدی شروع ہونے والی ہے۔ جماعت احمدیہ نے جتنی بھی ترقی کی اس کی وجہ خلیفہ وقت سے اخلاص، محبت اطاعت اور وفاداری ہے۔ یہ جو عرضداشت حضور انور کی خدمت میں پیش کی جاری ہے۔ یہ بھی ہماری سعادت ہے کہ ہم آج اس موقع پر موجود ہیں۔ بعد میں آنے والے کئی لوگ جب تاریخ میں پڑھیں گے تو اس بات کی خواہش کریں گے کہ کاش وہ بھی اس موقع پر موجود ہوتے۔

حضرت مصلح موعود نے 1956ء میں جب مجلس انتخاب خلافت قائم فرمائی تو اس کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ اس طریق سے منتخب ہونے والے خلفاء کو میں بشارت دیتا ہوں کہ اگر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی خلافت احمدیہ سے ٹکر لے گی وہ طاقت تباہ ہو جائے گی اور خلیفہ وقت کامیاب اور فائز المرام ہوگا۔ جماعت نے جو کچھ پایا، اللہ تعالیٰ کے جو افضال جماعت پر نازل ہوئے، وہ خلافت کی مکمل اطاعت کی وجہ سے ہوئے۔

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، ناظر دعوت الی اللہ نے کہا، صد سالہ خلافت جوبلی کا تاریخ ساز موقع ہے جس کے لئے ہم نے ایک سو سال تک انتظار کیا، جو ہماری زندگیوں میں پہلی اور آخری دفعہ نصیب ہورہا ہے، آئندہ خدا کرے ہماری نسلیں خلافت کی دوسری صدی بھی منائیں اور تیسری صدی بھی منائیں اور قیامت تک مناتی چلی جائیں۔ لیکن ہماری زندگیوں میں یہ ایک منفرد موقع ہے جہاں دربار خلافت میں نذرانہ ہائے وفا پیش کرنے کی ساعت سعد ہے تو کون پیچھے رہنا پسند کرے گا۔ میں آپ سب عشاق خلافت کے جذبات کو زبان دیتے ہوئے یہ عرض کررہا ہوں کہ ان سو سال میں خلافت کی ٹھنڈی چھاؤں میں اس کی برکات سے جو ہم نے حصہ پایا ہے، ایک احمدی کی انفرادی زندگی میں اور قومی زندگی میں وہ وعدہ جو آیت استخلاف میں کیا گیا تھا اس کے مطابق اس تھوڑے عرصہ میں ہم نے خوفوں کو امن میں بدلتے دیکھا، ہم نے دین کی تمکنت دیکھی، یہ خدا کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ دو صدیوں کو پانے والے اس بزرگ خلیفے کے زمانے میں آج ہم سب اس ساعت کو پارہے ہیں کہ جس کے آنے پر دلوں میں ایک برق کی طرح خداتعالیٰ نے پھر ہمارے دلوں میں اس کی محبت پیدا کردی اور اس کی اطاعت و محبت کی ایک غیرمعمولی کیفیت پیدا ہوئی کہ دنیا انگشت بدنداں اور حیران رہ گئی۔ حضرت مصلح موعود نے 1960ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو خلافت کے استحکام کے لئے ہر فرد جماعت سے عہد لیا تھا انہوں نے وہ پڑھ کر سنایا۔

محترمہ امۃ العلیم عصمت صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان نے فرمایا کہ خداتعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ امسال قدرت ثانیہ ایک کامیاب صدی کے بعد دوسری صدی میں داخل ہورہی ہے۔ اس مبارک موقع پر خاکسار تمام لجنہ اماء اللہ پاکستان کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں مبارکباد پیش کرتی ہے۔ ہم بے حد خوش قسمت ہیں کہ ہم اس مبارک موقع پر موجود ہیں اور خداتعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائید و نصرت کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ہمارے دل اس کی حمد سے لبریز ہیں۔ اس ساعت سعد پر حضور انور ایدہ اللہ سے تجدید عہد کرتی ہیں کہ ہم اپنے پیارے امام کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے مکمل اطاعت کے ساتھ ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گی اور خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رہیں گی۔ ہم دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ احمدیت کا یہ قافلہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں ترقی کی راہ پر ہمیشہ گامزن رہے اور اس مبارک موقع پر ان مرد و خواتین کے لئے بھی دعا گو ہیں جنہوں نے خلافت احمدیہ کی بقا کے لئے بے مثال قربانیاں کرکے اپنے آپ کو امر بنالیا۔ خداتعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں نے کہا۔ مذہب کی دنیا میں ایک اصول یا حقیقت ہے کہ حقیقی توحید اللہ تعالیٰ کی تبھی دنیا میں قائم ہوتی ہے جبکہ وہ دنیا میں اپنے فضل سے ایک امام کا تصور بھی پیدا کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں ایک امام کا وجود عطا کیا ہوا ہے اور دنیا میں کسی کے پاس نہیں۔ ایک خدا ہے زمین و آسمان کا مالک اور اس کی منشاء کو دنیا میں پورا کرنے والا ایک امام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی جتنی ہم قدر کریں گے، اسی قدر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہم پر نازل ہوتے رہیں گے اور جس وجود کو وہ اپنے نمائندہ کے طور پر امامت کے منصب پر فائز کرتا ہے، اس کی قدر و قیمت کو بھی وہ سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ خلافت کے حوالے سے انہوں نے بعض واقعات بیان کئے۔ انہوں نے مزید کہا یہ خداتعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچویں خلافت کے دور میں موجود ہیں اور یہ سب اس کی عطا ہے۔ لیکن خلافت کی روح یہ ہے کہ آسمان پہ جو توحید ہے وہ زمین پہ بھی ہو، اس غرض سے خلافت کا نظام خداتعالیٰ نے رائج کیا ہوا ہے۔ اس لئے ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ آج اس قیمتی اور تاریخی موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے سائے کے نیچے بیٹھے ہوئے خلافت کو انجوائے کررہے ہیں ہم دل سے یہ عہد کریں کہ ہم ایک خدا کے پجاری رہیں گے، غیراللہ کو ہم کسی لیول پر بھی اہمیت نہیں دیں گے اس وقت جبکہ ہم ایک صدی کے انجام پہ پہنچے ہیں اور نئی صدی شروع کرنے والے ہیں اپنے دل میں کوئی نہ کوئی ایک پاک نیت کرلیں کہ خداتعالیٰ نے آسمان سے دنیا میں ہمارے لئے جس توحید کو قائم کر دکھایا ہے اس توحید کی قدر و قیمت کرتے رہیں گے اور اس کے مقابل پر دنیا کی کسی خواہش اور کسی مجبوری کو روک نہیں بننے دیں گے۔ اگر اس نیت سے اس صدی کو انجوائے کررہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ صدیاں بابرکت ہوں گی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنی نئی صدی کا آغاز کریں۔ مگر نئی صدی میں داخل ہوتے وقت کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے نیا عزم اور نیا کردار لے کر جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے اور خلافت کی جو اس نے ہم سب کو نعمت عطا کی ہوئی ہے، اس نعمت کو دائمی بنا کر ہماری نسلیں بھی فیضیاب ہوتی چلی جائیں۔

مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے کہا۔ چار خلفاء سے براہ راست فیض پانے کا موقع ملا ہے، ان کی محبت و شفقت، ان کی نصیحت، ان کا فیض، ان کی رہنمائی، ان کے پیچھے نماز، جمعہ اور عیدین پڑھنے کی توفیق، ان کے خطبات اور درس اور تقاریر سننے کا موقع، ان کو پیار کرنے، ان کے گلے لگنے اور ان کا بوسہ لینے کی توفیق بھی ملی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع و حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ بعض ذاتی واقعات بھی بیان کئے۔

ان احباب کے اظہار خیال کے بعد محترم صدر صاحب مجلس نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں تجدید عہد وفا اور مبارکباد کی قرارداد پیش کی جسے بالاتفاق منظور کیا گیا۔

نمائندگان مجلس مشاورت 2008ء کی طرف سے تجدید عہد وفا کی تاریخی قرارداد

ہم اپنے سو سالہ ماضی کی طرح آئندہ بھی خلافت احمدیہ کے وفادار اور فرمانبردار رہیں گے

مجلس مشاورت کے موقع پر 30 مارچ 2008ء کو صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نمائندگان مجلس مشاورت کی طرف سے یہ تاریخی قرارداد پیش کی جس پر سب نمائندگان نے کھڑے ہو کر تائید کی۔

سیدنا و امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم جملہ نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ پاکستان جو 2008ء کی اس تاریخی مجلس مشاورت کے لئے ربوہ میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ حضور ایدکم اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے تاریخی، تاریخ ساز اور عہد آفرین موقع پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور پاکستان کے تمام احمدیوں کی طرف سے بارگاہ خلافت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

امامنا! ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد جاری ہونے والی خلافت قرآن کریم میں مذکور خدائی وعدہ...... (النور: 56) کے مطابق قائم ہوئی ہے۔

اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کا یہ فرمان سچا ہے اور برحق ہے کہ

''اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 305)

سیدنا! اس پر مسرت اور بابرکت موقع پر ہم خلافت احمدیہ کے قدیمی جاں نثار اور حضور کے خدام پاکستان کے احمدی اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے سو سالہ ماضی کی طرح آئندہ بھی ہمیشہ خلافت احمدیہ کے وفادار اور فرمانبردار رہیں گے اور خلافت احمدیہ کی طرف سے جاری ہونے والے ہر حکم اور ہر فرمان کی اطاعت کرنا اپنے لئے ایک سعادت یقین کریں گے اور ہم اپنی آنے والی نسلوں کو بھی اس بارہ میں ہمیشہ تلقین کرتے رہیں گے۔

سیدنا! اس مبارک موقع پر ہم حضور ایدکم اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا، خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے اور اس کے استحکام اور اس کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار اور آمادہ پائیں گے۔ انشاء اللہ

سیدنا! ہم پاکستان کے احمدی دنیا کے تمام لوگوں بلکہ دنیا کے تمام احمدیوں سے بھی زیادہ خوش قسمت، زیادہ خوش بخت اور زیادہ اقبال مند ہیں کہ ہم قدرت ثانیہ کے مظاہر کی ذاتی، براہ راست اور بلاواسطہ نگرانی میں پروان چڑھے ہیں۔ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں احسان پر شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر اس کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

امامنا! جہاں ہم اپنی اس خوش بختی پر شاداں اور فرحاں ہیں وہاں ہمیں اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس خوش بختی کے نتیجہ میں ہم پر استحکام خلافت کے سلسلے میں ساری دنیا کے احمدیوں سے زیادہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے اور ہم اس کے لئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اسی سے مدد کے طالب ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق بخشے اور ہمیں خلافت احمدیہ کے ساتھ غیر مشروط وفا کرنے اور ہر فرمان خلافت کی تعمیل کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔

اے ہمارے رب ہم کمزور اور ناتواں ہیں لیکن ...... مسیح و مہدی کے غلام اور جاں نثار ہیں۔ اے ہمارے رب اپنے رسول ﷺ اور اپنے مسیح اور مہدی کے صدقے میں ہم پر رحم فرما اور ہمیں اپنے اس عہد وفاداری کو پورا کرنے کے لئے قوت اور طاقت عطا فرما۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

سیدنا و مرشدنا! خوشی کے اس موقع پر ہم اپنے دلوں میں خوشی اور مسرت کے ساتھ ساتھ غم کی ایک لہر بھی پاتے ہیں۔ حضور! ہم پاکستان کے احمدیوں نے خلافت کے زیر سایہ پرورش پائی ہے اور ہمارا بچپن خلافت احمدیہ کی گود میں گزرا ہے اور ہم ہر وقت اپنے سروں پر خلافت کی بلاواسطہ نگرانی کے عادی اور خلافت کے فیضان سے براہ راست فیض یاب ہونے کے خوگر ہیں جبکہ گزشتہ تقریباً ربع صدی سے ہم خلافت احمدیہ کی اپنے درمیان موجودگی سے محروم ہیں۔ اس محرومی پر ہمارے دل دردمند اور ہماری آنکھیں گریاں ہیں اور ہمارے دل ہمہ وقت خدا تعالیٰ کے حضور فریاد کناں ہیں کہ خدائے قادر و مقتدر لرادك الى معاد کے وعدے کو پورا فرماتے ہوئے ہمارے امام ہمارے مرشد اور ہمارے محبوب کو دوبارہ ہمارے درمیان لائے اور ہماری آنکھیں اس کو اپنے درمیان دیکھ کر ٹھنڈی ہوں اور ہمارے دل اس کے دیدار سے فرحت پائیں۔

اے ہمارے رب! ہم دور افتادگان پر رحم فرما۔ ہم مہجوروں کی فریاد کو سن اور ہم فُرقت زدوں کو وصل محبوب سے شادکام کر۔ آمین!

سیدنا و امامنا! حضور سے دوری کی وجہ سے ہم اداس تو ضرور ہیں مگر مایوس نہیں ہم غمزدہ اور دل گرفتہ بھی ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ہمارے دل اس یقین سے پُر بھی ہیں کہ انشاء اللہ جلد ہمارا رب ایسا نشان دکھلائے گا جس سے مخالفین کی نظریں جھک جائیں گی ...... اور ہم اپنے محبوب کو اپنے درمیان پائیں گے!

ہم ہیں خلافت احمدیہ کے قدیمی جاں نثار۔ حضور کے غلام

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ پاکستان

اشتہارات

مکرم ثاقب زیروی صاحب

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول

بھلا ہوان مسلمان مفکروں اور مؤرخوں کا جنہوں نے تاریخ نویسی کا اہم ترین فریضہ روایت کی بجائے درائت کے اصولوں پر انجام دیا اور واقعات سے خود ہی نتائج اخذ کرنے کی بجائے اصل واقعات کو ان کی پوری کیفیات کے ساتھ اپنے قارئین کے سامنے رکھ دینے کی تعمیری طُرح ڈالی۔

بیشک علم تاریخ کو قوموں کی تربیت وتعمیر کے نقطہ نگاہ سے کتنے ہی دوسرے علوم، مثلاً ریاضی، ادب، اخلاق اور دیگر علوم طبیہ پر یہ جزوی فضیلت ضرور حاصل ہے کہ یہ متذکرہ تمام علوم کے لئے اذہان کی زمینیں ہموار کرتا اور تازہ واردان بساط شعور کو ان سے کسب حلال کرنے کے لئے اکساتا ہے۔ گویا تاریخ و علوم وفنون بھرے لاوے کی ایک ایسی سٹیم ہے جو انسانی ترقیات اور استعدادوں کی مشین کے خوابیدہ پرزوں کو بیدار کرتی ہے۔ حرکت میں لاتی اور انہیں ترتیب و موزونیت کے ساتھ مصروف عمل رہنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ انسانی طبائع میں قومی امتیازات و خصوصیات کو بیدار کرتی اور افراد کو ان کے بزرگوں کے زریں حالات اور نمایاں کارناموں سے روشناس کرا کے ان کے دماغوں میں ایک بابرکت قسم کا جوش پیدا کرتی ہے۔

راقم الحروف کے سامنے آج اسی قابل ذکر اور نتیجہ خیز واقعات سے بھرپور تاریخ کا ایک ایسا ورق ہے جس پر توحید کے ایک ایسے متوکل پرستار کی زندگی کے واقعات من وعن ایسے صاف اور واشگاف انداز میں درج ہیں کہ ان پر نہ نفس کی ملونی کی کوئی حاشیہ آرائی نظر آتی ہے نہ خوش آئند تاثر وردعمل کی پیش بندی کے لئے کسی قسم کی کوئی اچھی لفظی تقریظ آرائی ......توکل کی ایسی چلتی پھرتی تصویر......جس کی ساری زندگی علم وتعلم اور انسانیت دوستی ہی میں گزر گئی۔

جس نے تمام عمر فی الواقعہ صرف ایک ہی ہستی کی پرستش اور عبادت کی۔ ......یعنی خدائے واحد کی۔ ......

اور صرف ایک ہی انسان سے دلی مودت اور عقیدت کا رشتہ قائم واستوار رکھا یعنی رسول ہاشمی ﷺ سے اور پھر آپ ﷺ کے بعد ان تمام ہستیوں سے اس کے قرب کے مطابق رغبت وارادت پیدا کی جس قدر قرب انہیں خدائے واحد اور اس کے محبوب کبریا سے تھا۔

......جس دلیر اور جری کا عشق قرآن فلسفۂ جدیدہ سے مرعوب ہوا نہ یورپی ترقیات ہی اس کے آفاقی مطمح نظر کی جلاؤں کو ماند کرسکیں۔

......جو اول وآخر قرآن ہی کا عاشق اور خادم تھا۔

......جو حسب ونسب کے لحاظ سے پینتیسویں پشت میں اسلام کے جلیل القدر خلیفہ فاروق اعظمؓ سے ملتا تھا۔ جس کے اسلام لانے کے لئے خود محبوب خدا نے بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور ......جس کی گزشتہ دس پشتوں سے خاندان کا ہر سربراہِ اعلیٰ حافظ قرآن پاک چلا آرہا تھا۔ جس کا نام نورالدین تھا اور جو اس درجہ اسم بامسمیٰ تھا کہ ایک دفعہ خود اس کے ہادی ومرشد نے اپنے سلسلہ کے حق میں (اس کا ذکر کرتے ہوئے) ان الفاظ میں دعا مانگی تھی۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

جو قرآن جانتا تھا

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق اور زعم عطا کیا تھا کہ وہ قرآن جانتا ہے اور جو زندگی بھر تمام دینی ودنیوی الجھنوں کا حل اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ و منزہ کلام سے اس تحدی اور حتمیت کے ساتھ پیش کرتا رہا کہ علوم جدید اور ان میں مہارت ودسترس کے داعی ہمیشہ انگشت بدنداں رہ جاتے رہے۔ جو اپنے رب اور رسول پاک ﷺ کی محبت کے معاملہ میں ذرہ بھر شرک کو بھی گوارہ نہیں کرسکتا تھا۔

جو جب تک جیا ایک سچے مومن کا جینا جیا اور جب اس نے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کی تو اس کے ایک محبوب مقبول اور اطاعت گزار بندے کی حالت میں کی۔

جس کا دل مسلمانوں کے قومی انحطاط پر سوگوار اور ہمہ وقت اس کے ازالہ کے لئے مصروف کار رہتا تھا۔ کس قدر کرب ہے دین کے اس شیدائی کے ان تبصروں میں جو اس نے اپنی بعض مجالس علم وعرفان میں فرمائے۔

''کشمیر میں جذامیوں کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن آیا۔ وہاں کل 104 جذامی تھے جن میں سے ننانوے مسلمان تھے''۔

میں نے مختلف اضلاع کے جیل خانوں کے داروغوں سے دریافت کیا ہے۔ معلوم یہی ہوا کہ قیدیوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے ایک شہر میں کل 235 قیدی تھے ان میں سے صرف 13 ہندو تھے اسی ضلع کے مدرسوں میں کل 1400 لڑکے پڑھتے تھے جن میں صرف چودہ مسلمان تھے......تم غور کرو اور سوچو اور خدا تعالیٰ سے استغفار کرو اور ڈرو......''

لاہور میں جب ایک لیکچر سنا جس میں لیکچرار کہہ رہا تھا کہ ''میں حساب کے امتحان میں فیل ہوتا رہا ہوں اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ میں مسلمان ہوں......''
تو اپنے گردوپیش میں بیٹھے ہوئے احباب سے فرمایا:
''......مجھے یہ شخص مسلمان معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ''لتعلموا عدد السنین و الحساب'' بھلا مسلمانوں سے زیادہ کون حساب جان سکتا ہے''۔

مختصر سوانح حیات

نورالدین جو 1358ھ مطابق 1841ء میں پنجاب کے ایک تاریخی قصبہ بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ جس نے ماں کی گود ہی میں قرآن کریم پڑھا اور پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں اور پھر علم دین کی اس چیٹک نے جس کے قلب وروح میں اس کے حصول کی ایک ایسی لگن اور تڑپ پیدا کردی کہ سارا ہندوستان چھان مارا اور وہ ہر اس دہلیز پر دراتا ہوا جا پہنچا جہاں سے کسب فیض علم کی ذرہ بھر بھی امید تھی۔ اس تڑپ میں مسافرت کی ٹھوکریں بھی کھائیں۔ اغیار کے طعنے بھی سنے۔

مزاج کی درویشی وقلندری بھی مطعون ہوئی۔ لیکن دو باتیں ہر رنگ اور ہر حال میں برقرار واستوار رہیں۔

اول: الٰہ العالمین کی ذات اور اس کی نصرت وتائید پر توکل اور

دوم: علم دین میں مہارت تامہ حاصل کرنے کی لگن۔

یہاں تک کہ مکہ معظّمہ میں قرآن شریف کے درس وتدریس کا فریضہ اس حسن وخوبی سے انجام دیا کہ عربی الاصل اس عجمی کی کبریا اور حبیب کبریا کے دین سے لگن پر قربان ہو ہو گئے۔ ذرا دیکھئے تو بدوی مزاج عاشق رسول ﷺ اپنی حصول علم کی اس مہم کی ایک کڑی کس طرح مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔

''کچی سڑک اور گرمی کا موسم۔ گرد وغبار نے مجھے خاک آلودہ کردیا تھا کہ میں لکھنؤ پہنچا جہاں وہ گاڑی ٹھہری وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری۔ اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔ میں اسی وحشیانہ حالت میں اس مکان میں جا گھسا ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت، دلربا، حسین، سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ایک گدیلے پر دوزانو بیٹھا ہوا۔ پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے۔ سامنے پان دان، خاص دان، قلم دوات، کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے (جیسے کوئی التحیات میں بیٹھتا ہے) بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا......مشرقی دروازہ سے (اپنا بستہ اس دروازے ہی میں رکھ کر) حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش ونگار سے میں خود ہی محجوب ہوگیا۔ مگر حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے ''السلام علیکم'' کہا۔ جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے زور سے یا دبی آواز سے ''وعلیکم السلام'' کہا ہو مگر ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا اور خاکسار کے خاک آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور میں دوزانو بیٹھ گیا یہ میرا دوزانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا اس سے متاثر ہوکر ایک شخص نے اسی وقت مجھ سے کہا کہ

''آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں''۔ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا۔......
مگر ''خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد''

میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ

یہ بے تکلفیاں......اور ''السلام علیکم'' کی بے تکلف آواز، وادیٔ غیر ذی زرع کے اُمی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ﷺ فداہ ابی وامی۔

اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوگیا انہوں نے اسی حالت میں اس امیر سے کہا ''آپ تو بادشاہ کی مجلس میں بھی رہے ہیں۔ کبھی ایسی زک بھی اٹھائی'' اور تھوڑے وقفہ کے بعد پوچھا کہ ''کیا کام ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ ''میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں''۔ اس پر فرمایا ''میں اب بہت بوڑھا ہوگیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے اب انقباض ہے خود نہیں پڑھا سکتا بلکہ اب قسم کھالی ہے کہ نہیں پڑھاؤں گا''۔

میری طبیعت ان دنوں بڑی جوشیلی تھی میں نے جواباً جوش بھری دردمندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا کہ

رنجانیدن دل جہل است وکفارہ یمین سہل است

اس پر انہیں دوبارہ وجد ہوا اور چشم پُرآب ہو گئے۔ فرمایا ''مولوی نور کریم حکیم ہیں بہت لائق ہیں میں آپ کو ان کے سپرد کردوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھائیں گے''۔ میں نے عرض کیا ''ملک خدا تنگ نیست وپائے مرا لنگ نیست''

تب آپ پر تیسری دفعہ وہی کیفیت طاری ہوئی ''ہم نے قسم توڑ دی''۔

پُرنور زندگی کے رخ

حضرت مولانا نورالدین کی بابرکت زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہر پہلو دوسرے سے زیادہ روشن، منور اور مبرہن دکھائی دیتا ہے کہیں موٹا جھوٹا پہنے حکمت وطبابت کی مسند پر متمکن دکھائی دیتے ہیں اس شان اور ٹھاٹھ کے ساتھ کہ راکھ اکسیر کی سی شفاء اور جلائیں بخشی ہوئی نظر آتی ہیں۔

کہیں اسی قلندرانہ عبا میں درس قرآن کریم دیتے دکھائی دیتے ہیں اس وہبی انہماک کے ساتھ جیسے یہ مرد قلندر اسی ذکر نور علیٰ نور کے لئے پیدا ہوا تھا۔

اور کہیں حدیث ﷺ کی تفسیر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جیسے کوئی وارفتہ مزاج دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے حبیب لبیب ﷺ کے لفظ لفظ کے دل و جان سے صدقے اتار رہا ہو۔ لیکن ان تمام پہلوؤں میں ایک جذب اور کشش ہمیشہ مشترک رہے کہ

ہر نئے اقدام کے لئے سب سے پہلے الٰہ العالمین

سے استصواب ضرور کیا اور اس وقت تک قدم کو حرکت نہیں دی جب تک ربانی تجلی نے دل کو کامیاب ازم کی استقامتوں اور یقین سے بھر نہیں دیا۔

اپنے بھوپال کے قیام کے دوران کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

''......تھوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر لڑکے کو سوزاک ہو گیا اس نے اپنے آدمی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب لاؤ جسے لوگ نہ جانتے ہوں۔ مگر وہ بنی ہوئی دوا بھی نہ دے بلکہ کوئی سہل سی دوا بتائے ایسی کہ جس کے بنانے میں نوکروں کو بتانا نہ پڑے یہ آدمی (پیر ابو محمد مجددی) ایک طالب علم طبیب سمجھ کر مجھے لے گئے نوجوان دالان میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا میں نے حال دریافت کیا اور کہا کہ کیلے کی جڑ کا ایک چھٹا نک پانی صاف کر کے اس میں یہ شورہ قلمی (جو آپ نے دالان میں بارود کے لئے رکھا ہے) ملا کر کئی دفعہ پئیں اور شام تک مجھے اطلاع دیں۔...... میں کہہ کر چلا آیا اور قدرت الٰہی سے اس کو شام تک تخفیف ہو گئی۔

اس نے مجھے ایک گراں بہا خلعت اور اتنا روپیہ دیا کہ مجھ پر حج فرض ہو گیا''۔

حرمین میں داخلہ کی دعا

اور حضرت اگلے ہی دن رخت سفر باندھ کر حرمین شریفین کے لئے تیار ہو گئے۔ اس پاک زمین میں اپنے داخلے کا ذکر یوں کیا ہے۔

''...... سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے میں اس وقت علوم کا ماہر تو تھا ہی نہیں جو ضعیف وقوی روایتوں میں امتیاز کرتا میں نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون کون سی دعا مانگوں پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر''۔

روایت کا حال تو محدثین نے ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہو گئی بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں اور دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا ہی کے ذریعہ مجھے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔

نو بہن بھائیوں میں سے نورالدین سب سے چھوٹے اور اپنے والد کی آخری اولاد تھے والد محترم نے ان سب کو پڑھانے میں اس قدر التفات برتا کہ ان کا سب سے بڑا اور خوبصورت بھائی اپنے والد کے حکم سے ایک مدن چند نامی جذامی (جو فارسی کا ماہر تھا) سے پڑھنے جایا کرتا تھا شہر والوں نے کہا آپ اپنے لڑکے کو کوڑھی کے پاس پڑھنے بھیجتے ہیں کہنے لگے کوڑھی اور عالم ہو تو جاہل تندرست سے اچھا ہے۔

پھر سب سے چھوٹا بیٹا (نورالدین) تحصیل علم کے لئے پردیس جانے لگا تو فرمایا اتنی دور جا کر پڑھو کہ ہم میں سے کسی کے مرنے جینے سے ذرا بھی تعلق نہ رہے''۔ جس باپ کو تعلیم و تربیت کی ایسی تڑپ ہو۔ بھلا اس کے بچے نورالدین کیوں نہ بنتے۔

شرک سے بیزاری

طبیعت ذرا سے شرک کو بھی برداشت نہ کرتی تھی۔ نہ دین کے معاملہ میں نہ حکمت و دانائی کی گفتگو میں اور نہ علاج معالجہ ہی کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

''...... میری ایک بہن تھیں ان کا ایک لڑکا تھا وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا اس کے چند روز بعد میں گیا میرے علاج سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے دیکھا تھا فرمانے لگیں بھائی اگر تم آ جاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ میں نے ان سے کہا ''تمہارے ایک لڑکا ہو گا اور میرے سامنے پیچش میں مبتلا ہو کر مرے گا''۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا جب وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا تو انہیں میری بات یاد تھی مجھ سے کہنے لگیں کہ ''اچھا دعا ہی کرو''، میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ اس کے عوض میں آپ کو ایک اور لڑکا دے گا۔ لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو''۔

تیز حافظہ

حافظہ اس قدر تیز تھا فرمایا کرتے تھے مجھے اپنا دودھ چھوڑنا بھی یاد ہے اور خوب یاد ہے میری ماں نے چھاتی پر کچھ لگایا تھا اور میں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ ''ہوّا'' ہے۔

کتابوں کا شوق سن تمیز سے بھی پہلے تھا۔ بچپنے میں جلد کی خوبصورتی، کتابیں جمع کرواتی رہی۔ سن تمیز کے وقت اور بعد ان کا مفید متن اور علمی مواد قلب و روح کو اپنی طرف کھینچتا رہا۔ زندگی بھر کوئی کھیل نہیں کھیلا سوائے تیرنے کے جس میں فن کی آخری حد تک مشاقی حاصل کر لی تھی اس طرح کے بڑے بڑے دریاؤں کو دیکھ کر بھی قدم نہیں ڈولتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی خوب دی اور جب چاہا اپنے اپنے وقت پر ان میں سے بعض کو بلا بھی لیتا رہا مگر جب بھی کسی کے لئے بلاوا آتا رہا ہمیشہ یہ کہہ کر دل کو تشفی ہوئی کہ اس میں کوئی نقص ہو گا۔ خدا تعالیٰ اس سے بہتر بدلہ دے گا۔

فرماتے ہیں میرا جب بھی کوئی بچہ مرا میرے دل میں یہی ڈالا گیا...... اگر تم مرتے تب بھی یہ تم سے جدا ہو جاتے''۔

اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میں نے بہت روپیہ محنت اور وقت خرچ کر کے احادیث کو پڑھا ہے اور اس قدر پڑھا ہے اگر بیان کر دوں تو سننے والوں کو حیرت ہو میرے سامنے کوئی کلمہ حدیث کا ایک قرآن کریم کا اور ایک کسی اور شخص کا پیش کر کے دیکھ لو۔ میں بفضلہ تعالیٰ فوراً بتا دوں گا کہ یہ قرآن کریم کا ہے۔...... یہ حدیث نبوی ﷺ کا ہے...... اور یہ کسی معمولی انسان کا۔

دوستوں کے معاملہ میں سرپرست اور مربیانہ طبیعت کے مالک تھے ان سے ہمیشہ دلداری اور مروت ہی سے پیش آتے رہے۔ لیکن ایسے دلدار و بے لوث وجود کا یہ تجربہ تھا کس قدر تلخ اور عبرت آفرین ہے فرمایا ''میں نے ہزارہا روپیہ لوگوں کو قرض دیا لیکن سوائے ایک شخص کے (کہ اس نے نو روپے قرض لئے تھے اسی آنکھ سے ادا کر دیئے) اور کسی نے اسی آنکھ سے ادا نہیں کئے''۔

اعتبار اور اعتماد

فروری 1912ء میں ایک مجلس علم و عرفان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا......

''چند قومیں ہیں جن پر مجھے کبھی اعتبار نہیں آیا۔ ایک دہریہ، دوسرے رافضی، تیسرے عیسائی اور چوتھے جو حقیقتاً منافق ہیں اور منافقوں کو علامات سے پہچانا جا سکتا ہے۔

☆ دہریہ جب خدا تعالیٰ ہی کا قائل نہیں تو اس کی قسم کا اعتبار؟

☆ رافضی تقیہ کی آڑ میں سب کچھ کر سکتے ہیں!

☆ عیسائی کفارہ کی اوٹ لے لیتے ہیں!...... اور منافق کا تو اعتبار ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہوتا۔

ہر نفاست و خوش سلیقگی کو مومن کا ازلی و ابدی ورثہ و ترکہ جانتے تھے اور جب کبھی اس کے برعکس منظر دیکھتے تو طبیعت فرط کرب سے بلبلا اٹھتی تھی ایک مومن کی بصیرت کو رمل و نجوم پر فائق جانتے تھے اور جب کبھی تصادم میں ثانی الذکر کا علم فیل ہو جاتا تو اپنی کامیابی کو کبھی معجزہ یا کرامت کہہ کر رعب نہ گانٹھتے۔ بلکہ صاف صاف بتا دیتے کہ یہ نتیجہ دراصل فلاں پس منظر سے اخذ کیا گیا ہے ریاست کشمیر میں مہاراجہ کے ہاں شاہی طبیب کے طور پر مقیم تھے کہ کچھ عرصہ تک دربار میں جانا نہ ہوا اور وہاں نجوم کا عالم ایک پنڈت رہتا تھا اس سے ایک دفعہ ازراہ تفنن فرمایا ''بتاؤ بھلا ہم اب کے دربار میں کب بلائے جائیں گے؟''

اس نے اور اس کے شاگردوں نے اپنے علم اور حساب کے زور پر ایک تاریخ مقرر کر دی۔ آپ نے اسے غلط بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ نہیں بلکہ فلاں تاریخ ہو گی اور رات کا پچھلا پہر ہو گا جب ہمیں بلایا جائے گا۔ اگر کہو تو ہم تم کو اس وقت جگا دیں''۔

چنانچہ اسی تاریخ اسی وقت جب مہاراجہ کا بلاوا آیا تو پیغامبر کو ساتھ لے کر نجومی کے گھر والے راستے سے چلے اور اسے باہر بلوا کر بتا دیا کہ دیکھو ہم اپنی بتائی ہوئی تاریخ ہی پر جا رہے ہیں۔ اس نے جواباً عرض کیا مہاراج آپ کا تاجک بڑا زبردست ہے۔ ہم کو بھی بتا دو'' فرمایا...... ہمارا تو نجوم صرف اسی قدر تھا کہ فلاں تاریخ کو آم آنے والے ہیں میں جانتا تھا کہ مہاراجہ بہت کھا جائیں گے اور ہماری اس وقت ضرورت پڑے گی۔ جب انہیں رات کے پچھلے حصہ میں نفخ ہو گا۔

حق گوئی و حق پسندی

حق بات کہنے سے کسی بڑے سے بڑے جابر کے سامنے بھی نہ چوکتے تھے۔ گو مہاراجہ کشمیر کے ملازم تھے لیکن جب بھی کبھی دین یا دین سے تعلقات کا ذکر چھڑا جواب میں کبھی ملازمانہ خوشامد نہ آنے دی۔ ایک دفعہ مہاراجہ نے کہا...... ''مولوی صاحب! ہمیں تو آپ کہتے ہیں کہ سور کھاتے ہیں اس لئے بے جا حملہ کر بیٹھتے ہو۔ لیکن انگریز بھی تو سور کھاتے ہیں وہ کیوں اس طرح عاقبت نااندیشی سے حملہ نہیں کرتے؟...... آپ نے فوراً بے دھڑک جواب دیا۔

''وہ گائے کا گوشت بھی تو کھاتے رہتے ہیں جس سے ساتھ کے ساتھ اصلاح ہوتی رہتی ہے''۔

مہاراجہ سن کر ایسے لاجواب ہوئے کہ پھر دو سال تک مذہب کی بات کرنے کی ہی جرأت نہ ہوئی۔ ویسے مہاراجہ آپ کے علم و فضل کے دل سے معترف تھے اور کئی دفعہ برسر دربار کہہ دیا کرتے تھے۔

''......تم سب لوگ اپنی اپنی غرض کے باعث میرے پاس جمع ہو گئے ہو لیکن صرف ایک شخص یہ ہے جس کو میں نے اپنی غرض سے بلایا ہے اور جس کی مجھے خوشامد کرنی پڑتی ہے''۔

بات بہت مختصر اور جواب بڑا جامع دینے کے عادی تھے اور اظہار بیان ہمیشہ واشگاف ہوتا تھا۔ ایک دفعہ لاہور کے کسی مولوی نے مباحثہ کی غرض سے گفتگو کا آغاز یوں کیا۔

''......قرآن تو مجمل ہے اس اجمال کی تفصیل کے لئے اور کس کتاب سے مدد لیں''۔

آپ نے فرمایا ''مگر خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے'' کتاباً مفصلاً اور آپ فرماتے ہیں مجمل! اور مبتدی مناظر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ علماء کی بے علمی پر ہمیشہ کڑھتے اور فرماتے۔

''میں نے کسی امیر کو زکوٰۃ کا پابند نہیں دیکھا اور سوائے ایک مولوی کے کسی کو زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا اور نہ کسی گدی نشین کو زکوٰۃ دیتے دیکھا''۔

مخاطب کے علم کے مطابق جواب دیتے

مسکت، الزامی اور جامع جواب دینے میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ ایک دفعہ کسی آریہ نے اعتراض کیا کہ تم قبلہ کی سمت کو معزز سمجھتے ہو اور نمازوں میں اسی طرف کو منہ کرتے ہو...... فرمایا:

''ہون کرتے وقت تم اس کی طرف پشت کیوں نہیں کرتے؟ اور پھر اب جو تم مجھ سے بات کر رہے ہو تو میری طرف پشت کیوں نہیں کر لی؟''

اور وہ لاجواب ہو کر چلا گیا۔ مگر آپ کا جواب ہمیشہ مخالف کے علم کے مطابق ہوتا تھا۔ مزہ یہ ہے کہ بیماروں کا علاج کرتے وقت بھی دین کی تبلیغ کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور نکال لیتے تھے ایک دفعہ ایک جینی کے جسم پر کیڑے پڑ گئے۔ آپ نے تیزاب ڈال کر ان تمام کیڑوں کو ہلاک کر ڈالا اور زخم صاف کر دیا اور بڑی دعائیں دینے لگا کہ ''مہاراج بڑی کرپا ہوئی'' آپ نے فرمایا:۔

''کرپا کیا خاک ہوئی تمہارے مذہب پر تو پانی

(باقی صفحہ 12 پر)

عبدالسمیع خان

خلافت خامسہ میں جماعت احمدیہ کی ترقیات

قریباً 1903ء میں حضرت مسیح موعود نے عالم کشف میں اپنے بیٹے مرزا شریف احمد صاحب سے فرمایا:

اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔

اس کشف کے ٹھیک سو سال بعد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب مسیح و مہدی کی جگہ بیٹھ گئے جو بہت مقدس اور پاکیزہ تخت ہے۔

اس لحاظ سے خلافت خامسہ کے مبارک دور کو ابھی صرف پانچ سال ہوئے ہیں مگر یوں لگتا ہے کہ جماعت نے اپنے امام کی اقتداء میں بیسیوں سالوں کا سفر طے کر لیا ہے۔

اس لئے کہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت بھی دی تھی کہ یامسرور انی معك

جس میں یہ پیشگوئی بھی مخفی تھی کہ مسیح موعود ایک زمانہ میں مسرور کے وجود میں جلوہ گر ہوں گے اور خدا کی معیت اور نصرت اس مقدس وجود کے شامل حال ہوگی۔

اس پیشگوئی کے عین مطابق اندرونی اور بیرونی ترقیات اور فتوحات کے ہر میدان میں جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی قیادت میں اس شان سے قدم اٹھائے ہیں کہ ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔ یہ قطرے تو گنے نہیں جا سکتے اور ذرے شمار نہیں ہو سکتے ہاں چند نمونے دکھائے جا سکتے ہیں۔

عالمی بیعت خلافت

خلافت خامسہ میں جماعتی ترقیات کی پہلی اینٹ انتخاب خلافت کے چند لمحوں بعد رکھی گئی۔ جب مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ کل عالم کے احمدیوں نے اجتماعی بیعت کر کے مذاہب عالم اور خلافت کی تاریخ میں ایک نیا جھنڈا نصب کیا اور یہی پرچم ہمیں خلافت خامسہ کے ہر صبح و شام لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔

زمین کے کناروں تک

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیرے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

یہ الہام مختلف رنگوں میں پورا ہوتا رہا مگر خلافت خامسہ میں اس الہام نے ایک نیا جلوہ دکھایا اور 16 دسمبر 2005ء کو قادیان کی بیت اقصیٰ سے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی صورت میں مسیح موعود کی دعوت زمین کے کناروں تک پہنچنے لگی اور یہ پیغام جلسہ کے خطابات کے علاوہ 5 خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ کی صورت میں گونجتا رہا۔

اس کے 3 ماہ بعد 28 اپریل 2006ء کو زمین کے کنارے فجی سے حضور کا خطبہ جمعہ زمین کی تمام بلندیوں اور پستیوں میں نشر ہوا جسے فجی کے نیشنل ٹی وی نے بھی Live نشر کیا۔ حضور نے 2 مئی 2006ء کو جزیرہ تاویونی پر لوائے احمدیت لہرایا جہاں سے Date Line گزرتی ہے۔

پس قادیان سے زمین کے کناروں تک اور زمین کے کناروں سے تمام دنیا تک مسیح موعود کے پیغام کا ابلاغ احمدیت کے فضائی دور کا ایک نیا سنگ میل ہے۔

ایم ٹی اے کی نئی شاخیں

ایم ٹی اے کے ذریعہ مواصلاتی فتوحات کے تذکرہ میں اس کی نئی شاخوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔

23 جون 2003ء سے ایم ٹی اے کی نشریات Asia Sat 3 پر شروع ہوگئیں اور دنیا کے آخری جزیرہ تاویونی میں بھی واضح سگنل موصول ہونے لگے۔

22 اپریل 2004ء سے ایم ٹی اے کے دوسرے چینل MTA الثانیہ کا اجراء ہوا۔

23 مارچ 2006ء کو ایم ٹی اے کے نئے آٹومیٹڈ براڈ کاسٹ سسٹم کا افتتاح ہوا۔

10 جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کی نشریات شروع ہوگئیں۔

23 مارچ 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کا اجراء ہوا۔ اس چینل نے عرب دنیا میں ایک ہلچل مچا دی ہے اور جس شان سے دین کا دفاع کر رہا ہے اس سے سعید روحوں کی بھرپور توجہ ہو رہی ہے۔

ایم ٹی اے کی ان نئی بلند و بالا شاخوں نے احمدیت کے ٹھنڈے سائے کو اور بھی وسیع کر دیا ہے۔

حضور انور کے دورے

پچھلے 5 سالوں میں حضور نے براعظم ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا یعنی 5 براعظموں کے 25 ممالک کا دورہ فرمایا ہے ان میں سے کئی ممالک کے دورے ایک سے زیادہ مرتبہ کئے ہیں اور قریباً تمام ممالک سے حضور کے خطبات جمعہ یا جلسہ ہائے سالانہ سے خطاب براہ راست نشر ہوئے ہیں۔

یورپ کے بعض ممالک کے علاوہ تمام ممالک کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ خلیفۃ المسیح کا خطاب براہ راست وہاں سے نشر ہوا اور دنیا کے کناروں تک پہنچتا رہا۔

ان 25 ممالک کی فہرست یہ ہے۔

براعظم ایشیا:

بھارت، جاپان

براعظم آسٹریلیا:

آسٹریلیا، سنگاپور، فجی، نیوزی لینڈ

براعظم یورپ:

جرمنی، بیلجیئم، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، سپین، سویڈن، فرانس، ہالینڈ، ناروے

براعظم افریقہ:

غانا، نائیجیریا، بورکینا فاسو، بینن، تنزانیہ، کینیا، یوگنڈا۔ ماریشس

براعظم امریکہ:

کینیڈا

جوبلی سال کے دورے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے ساتھ 2008ء کے سلسلہ میں دوروں کا آغاز کر دیا ہے اور غانا، بینن اور نائیجیریا کا دورہ فرمایا ہے اور یہ دورہ خدا کے خاص فضلوں کا نشان بن کر ابھرا ہے۔

نئے ممالک اور سعید روحیں

اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کی ان کوششوں کو برکت بخشی اور جن ممالک میں احمدیت مضبوطی سے قدم جما چکی تھی ان کی تعداد جولائی 2007ء تک 175 سے بڑھ کر 189 ہوگئی۔ ان کے نام یہ ہیں۔

2003ء: کیوبا

2004ء: سینٹ کٹس۔ مارٹینق

2005ء: I اجرالٹر، II بہاماز، III سینٹ ونسنٹ

2006ء: I استونیا، II انٹی گوا، III برمودا، IV بولیویا

2007ء: I گواڈے لوپ، II سینٹ مارٹن، III فرنچ گیانا، IV ہیٹی۔

جولائی 2007ء تک دنیا بھر میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے والی سعید روحوں کی تعداد 19,62,163 ہوگئی۔

خدمت قرآن

دنیا بھر کے لوگوں کو قرآن کریم کا پیغام اپنی زبان میں پہنچانے کی خاطر تراجم قرآن کا سلسلہ جاری رہا اور تراجم قرآن کی تعداد 57 سے بڑھ کر 64 ہوگئی۔

اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدگی ترجمہ اور اس کے معارف سے جماعت کی آگاہی میں اضافہ کے لئے حضور نے کئی تحریکات فرمائی ہیں۔ تعلیم قرآن کے فروغ کے لئے جاری شدہ تحریک وقف عارضی میں بھی حضور نے سالانہ 5 ہزار شاملین کی تحریک فرمائی۔

تفسیر کبیر کی 6 جلدوں کا عربی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور رقیم پریس کے تحت افریقہ میں 8 پریس کام کر رہے ہیں۔

مشن ہاؤسز

گزشتہ سالوں میں جماعت نے بیسیوں نئے مشن ہاؤسز خریدے۔ صرف 07-2006ء میں 186 کا اضافہ ہوا جن کو شامل کر کے 97 ممالک میں 1869 مشن ہاؤس قائم ہو چکے ہیں۔

ان کے علاوہ کئی ممالک میں بڑے بڑے پلاٹ اور عمارتیں خریدی گئیں۔ جماعت یو۔کے نے حدیقۃ المہدی خریدی جو 208 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ غانا، کینیڈا، امریکہ اور دیگر ممالک میں وسیع زمینیں حاصل کی گئیں۔

تعمیر بیوت الذکر

خلافت خامسہ میں حضور نے مساجد کی تعمیر کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جرمنی میں 100 بیوت الذکر کی تحریک فرمائی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس کی رفتار تیز کرنے کی ہدایت فرمائی اور اب جرمنی میں 31 بیوت الذکر مکمل ہو چکی ہیں۔ جرمنی میں ہی حضور نے برلن بیت الذکر کی بنیاد رکھی جس کی ابتدائی تحریک خلافت ثانیہ میں ہوئی تھی مگر مختلف وجوہ کی بناء پر یہ تعمیر نہ ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے 2 جنوری 2007ء کو بیت خدیجہ برلن کا سنگ بنیاد رکھا۔

100 بیوت الذکر کی یہی سکیم حضور نے افریقن ملکوں میں بھی عطا کی تھی۔ چنانچہ کئی ممالک میں یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔

حضور نے کینیڈا میں کئی بیوت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا۔ کیلگری کی زیر تعمیر بیت الذکر کینیڈا کی سب سے بڑی بیت الذکر ہوگی۔

فرانس کی پہلی بیت الذکر کا سنگ بنیاد 26 جنوری 2007ء کو اور کمبوڈیا کی پہلی بیت الذکر نورالدین کا افتتاح 17 مارچ 2004ء کو ہوا۔

جن ممالک میں جماعت کی بیوت الذکر نہیں تھیں یا صرف ایک بیت تھی حضور نے ان میں بیوت الذکر بنانے اور اضافہ کی تحریک فرمائی۔ ان میں خصوصیت سے ناروے، پرتگال، سپین اور ہالینڈ شامل ہیں۔

تحریک جدید

خلفائے سلسلہ کی تمام دعوت الی اللہ تحریکات کی سرخیل تحریک جدید ہے جو نئے نئے علاقے فتح کرنے کی سکیم ہے۔ حضور نے اسی کے دفتر پنجم کا اجراء 5 نومبر 2004ء کو فرمایا۔ تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد خلافت خامسہ میں ایک لاکھ سے بڑھ کر 4,68,000 ہو چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے دفتر اول کے کھاتے زندہ کرنے کی تحریک فرمائی تھی اور خلافت رابعہ میں قریباً نصف کھاتے جاری ہوئے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام 5 ہزار کھاتے زندہ کئے

جا چکے ہیں۔

تحریک جدید کے مرکزی دفاتر اور کوارٹرز کی تعمیر نو ہو رہی ہے اور ان میں اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔

وقف جدید

مجاہدین وقف جدید میں بھی خلافت رابعہ میں قریباً ایک لاکھ کے اضافہ کے ساتھ تعداد 5,10,000 تک پہنچ چکی ہے۔ حضور نے دفتر اطفال کو وسعت دے کر پاکستان سے باہر تمام ممالک میں جاری کر دیا ہے۔ وقف جدید کے مدرسہ کی نئی عمارت اور کوارٹرز تعمیر ہو رہے ہیں۔

جامعہ احمدیہ

مربیان تیار کرنے کے لئے جامعہ احمدیہ یو۔کے اور کینیڈا کا اضافہ ہوا ہے اور دنیا میں جامعہ احمدیہ کی کل شاخیں 11 ہو چکی ہیں۔ جن میں 827 بچے تعلیم پا رہے ہیں اور ان میں 20 طلباء مربی بن کر خدمت شروع کر چکے ہیں۔ جامعہ احمدیہ ربوہ کی نئی عمارت اور ہوسٹلز تعمیر ہو چکے ہیں۔ واقفین نو کی تعداد بڑھ کر 81 ممالک میں 34 ہزار ہو چکی ہے۔

نومبائعین سے رابطہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے نومبائعین سے رابطے زندہ کرنے کی تحریک کی اور فرمایا کہ خلافت جوبلی تک کم از کم 70 فیصد نومبائعین کو نظام جماعت کا فعال حصہ بنایا جائے۔ چنانچہ صرف 07-2006ء میں 33 ممالک میں 11 لاکھ سے زائد نومبائعین سے رابطہ کیا گیا۔

نظام وصیت

خلافت خامسہ کے آغاز 2003ء تک نظام وصیت کو شروع ہوئے 98 سال ہو چکے تھے اور 34,800 افراد جماعت نے وصیت کی تھی۔ اگست 2004ء میں حضور نے تحریک فرمائی کہ خلافت جوبلی تک 50 فیصد چندہ دہندگان نظام وصیت میں شامل ہوں۔ چنانچہ اپریل 2008ء تک کل وصایا کی تعداد 81 ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ یعنی گزشتہ 4 سالوں میں 47 ہزار یعنی گزشتہ 98 سالوں سے زیادہ وصایا ہو چکی ہیں اور رسالہ الوصیت کا 11 زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

خدمت خلق

خلافت خامسہ میں جماعت احمدیہ نے خدمت خلق کے میدان میں بہت سے ٹھوس قدم اٹھائے ہیں۔

☆ ربوہ میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ 15 ستمبر 2007ء سے کام شروع کر چکا ہے۔ ڈاکٹرز وقف کر کے آ رہے ہیں اور معجزانہ شفایابی کے واقعات ظاہر ہو رہے ہیں۔

☆ طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی نئی عمارت کا افتتاح ہو چکا ہے۔ اس نے 6 سالوں میں 7 لاکھ مریضوں کی خدمت کی ہے۔ 55 ممالک میں 650 سے زائد ہومیو ڈسپنسریاں قائم ہو چکی ہیں۔ نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیہ کے تحت عطیہ خون اور عطیہ چشم کا فیض جاری ہے۔ ہزاروں افراد اس خدمت میں شامل ہیں۔

☆ ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس خدمت کے میدان میں مستعد ہے۔ قادیان میں نور ہسپتال کی جدید اور پُرشکوہ عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔

☆ ہیومینیٹی فرسٹ کی تنظیم اقوام متحدہ اور 19 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ 2004ء میں جنوبی ایشیا کے سونامی طوفان میں برطانیہ انڈونیشیا اور امریکہ سے 24 ڈاکٹر اور بیسیوں خدام خدمات بجالاتے رہے اور اس کا اتنا اچھا اثر تھا کہ کئی اداروں نے جاتے ہوئے اپنا ساز و سامان احمدیوں کے حوالے کر دیا۔ 2005ء میں آزاد کشمیر کے زلزلے میں احمدی ڈاکٹرز نے 75 ہزار زخمیوں کا علاج کیا اور 4 لاکھ گھنٹوں کے آپریشن کئے گئے۔ 5 لاکھ کلوگرام امدادی سامان دیا گیا۔

☆ خلافت رابعہ کے اختتام تک نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 8 ملکوں میں 373 تعلیمی ادارے قائم تھے جو اب بڑھ کر 11 ممالک میں 494 تک پہنچ چکے ہیں۔

احمدی آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن کے تحت مالی، غانا، گیمبیا میں 30 عدد سولر سسٹم کے پلانٹ لگائے گئے ہیں۔ نیز بورکینا فاسو میں پانی کے لئے کنویں اور نلکے لگائے جا رہے ہیں۔ تعلیمی اخراجات میں معاونت کی جا رہی ہے۔ سلائی مشینیں دی جا رہی ہیں اور کئی جگہ کمپیوٹر سنٹر کام کر رہے ہیں۔

جماعتی ترقیات کے چند متفرق نمونے

واقفین نو برطانیہ اور سویڈن کا پہلا سالانہ اجتماع ہوا۔

جماعت نائیجر، کوسوو، آسٹریا اور البانیہ، قازقستان کا پہلا سالانہ جلسہ ہوا۔

خدام الاحمدیہ بینن، مالی، اٹلی کا پہلا سالانہ اجتماع ہوا۔

دارالصناعہ ربوہ کا قیام ہوا۔ بیسیوں خدام ہنر سیکھ رہے ہیں۔

انجینئرز ایسوسی ایشن کے یورپین چیپٹر کے زیر اہتمام پہلا سمپوزیم ہوا۔

احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز ایسوسی ایشن پاکستان کے تحت ربوہ چیپٹر کا پہلا کنونشن ہوا۔

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن پاکستان کا پہلا کنونشن ہوا۔

نیوزی لینڈ میں پہلا یوم پیشوایان مذاہب منایا گیا۔

کرغیزستان کے پہلے مشن ہاؤس کا افتتاح ہوا۔

جرمنی میں طاہر بیڈمنٹن ٹورنامنٹ جرمنی کا اجراء۔

استقامت کے نمونے

برکات خلافت کا ایک پہلو خوفوں کو امن سے بدلنے کا ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے پاکستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، سری لنکا میں شدید مخالفت جماعت کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ ایم ٹی اے العربیہ کی آواز دبانے کی کوشش ناکام ہو گئی۔ یورپ میں کئی بیوت الذکر کی راہ میں روکیں پیدا کی گئیں تو وہ خس و خاشاک ہو گئیں۔

قربانیاں

نبوت اور صدیقیت کے بعد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام راہ مولیٰ میں وفات ہے جو قوم کی حیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جو جان، مال، وقت، عزت اور اولاد کی قربانی کا مجموعہ ہے اور قوم کے بلند حوصلوں اور اعلیٰ تمناؤں کا نشان ہے۔ اس پہلو سے بھی خلافت خامسہ اللہ کے فضلوں سے بھرپور ہے اور اب تک 25 افراد اس انعام سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

الغرض برکتوں کا ایک سیل رواں ہے جو ہر طرف سے امڈا چلا آ رہا ہے اور ترقی کے ہر پیمانہ سے جماعت کی پیش رفت کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ مسیح موعود کا لگایا ہوا پودا خلافت کے ذریعہ بلند تر اور وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور اس کے ثمرات سے ایک بہت بڑا عالم استفادہ کر رہا ہے۔

پس خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی مناتے ہوئے خلافت کی برکتوں کو یاد کریں۔ اپنے امام کے ہاتھ پر کئے گئے عہدوں کو تازہ کریں۔ وفا کے نئے پیمان استوار کریں اور خلیفہ وقت کی دعاؤں اور اطاعت کے ساتھ مدد کریں کہ اسی طرح خلافت کی برکات دائمی ہو سکتی ہیں۔

(بقیہ صفحہ 10)

پھر گیا۔ ایک جیو کے عوض ہزاروں جیو ہلاک ہو گئے‘‘۔

اہل اسلام کے انحطاط پر اندوہ کا یہ عالم تھا کہ باریک سے باریک اشارہ دیکھ کر بھی روح مضطرب ہو جاتی۔ مئی 1909ء کا ذکر ہے کہ اپنے نیازمندوں کی ایک محفل میں بڑے درد سے فرمایا:۔

’’مسلمانوں میں بدکاری کی بہت عادت ہو گئی ہے اور پھر بدکاری کو بدکاری بھی تو نہیں سمجھتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو نصیحت کی کہ تو فلاں عورت سے ناجائز تعلق نہ رکھ تو اس نے کہا کہ اس عورت نے اپنی برادری اور قوم کو چھوڑ کر وفاداری کا ثبوت دیا اور میں مرد ہو کر اس کو چھوڑ دوں اور بے وفائی کروں‘‘۔

فرمایا ’’یہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب‘‘ کے خلاف ہے‘‘۔

گناہ سے بچنے کا طریق

اور اب اس عاشق قرآن پر رسول ﷺ کی زبان سے گناہ سے بچنے کا ایک طریق بھی سنئے فرمایا:۔

’’ایک دفعہ میرے دل میں کسی گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی حمائلیں لے کر اپنی ہر ایک جیب میں حمائل رکھی ایک حمائل ہاتھ میں رکھنے کی عادت ڈالی بستر پے، سامنے الماری پر، مکان کی کھونٹیوں پر، غرض کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں قرآن سامنے نہ ہو۔ پس جب بھی وہ خیال آتا تو قرآن سامنے ہوتا۔ اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ یہاں تک کہ نفس تنگ ہو گیا اور اس گناہ کا خیال ہی جاتا رہا‘‘۔

اطاعت کامل

اور اب آخر میں اس عالم متبحر اس حکیم الحکماء اور اس خدا دوست کی اپنے مرشد و امام سے محبت و اطاعت کامل کا ایک واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے دین کی خدمت وحفاظت پر مامور کرتا ہے تو اسے کیسے مطیع و مستعد، دست و بازو عطا فرماتا ہے۔

دہلی پہنچ کر مرشد و امام کو خیال آیا کہ مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر رہے گا۔ چنانچہ مولوی صاحب کو تار دلوادی۔ ’’بلا توقف پہنچیے‘‘ مضمون کی یہ تار قادیان پہنچی تو اس وقت حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو اسی حالت میں فوراً چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا نہ کوئی تیاری کی۔ بلکہ یکہ کی بھی انتظار نہیں کی۔ سیدھے بٹالہ کی طرف پیدل ہی چل پڑے۔

دوستوں کو جب آپ کے اس طرح بغیر ساز و سامان کے عازم سفر ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے ضروری سامان آپ کو بٹالہ کے رستہ میں ہی پہنچا دیا اور یوں آپ ’’بلا توقف‘‘ دہلی اپنے امام کے حضور پہنچ گئے۔

(بقیہ صفحہ 4)

کی حیثیت سے سنگ بنیاد رکھا۔ آپ کے بعد متعدد احباب و مستورات کو اینٹیں رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آخر پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ بعدہ تمام حاضرین کی تواضع کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس یادگار کو بہتر رنگ میں تعمیر ہونے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(ہفت روزہ بدر 3 جنوری 2008ء)

اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو وجود دینے کا ارادہ فرمایا تو اپنے فرشتوں کو اکٹھا فرمایا اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے لگا ہوں۔

(البقرۃ:31)

مکرم کریم ظفر ملک صاحب ابن حضرت مولانا ظہور حسین صاحب مربی سلسلہ

خلافت کی ضرورت، اہمیت اور برکت

سلسلہ نبوت کے لحاظ سے سب سے افضل، سب سے اعلیٰ اور سب پر بازی لے جانے والے نبی ہمارے پیارے نبی ہمارے پیارے ہادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا اس فیض کو آگے جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے ایک عظیم انعام کا وعدہ فرمایا جسے خلافت کہتے ہیں۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی جو ہو گزرا ہے اس کے بعد اس کی خلافت ہوئی ہے۔ (کنزالعمال)

یہ خلافت کی عظیم نعمت اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری کرنے کا وعدہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ نور میں فرمایا

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بناوے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اس نے ان کے کیلئے پسند فرمایا ہے وہ ان کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

(النّور:56)

سورۃ النور کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن نعمت خلافت پانے کیلئے کامل ایمان اور عمل صالح کی شرط باندھی ہے یعنی جب بھی قوم ایمان بالخلافت کے ساتھ عمل صالح کرے گی تو وہ خلافت کے انعام سے سرفراز ہوگی اور خلافت ہی واحد ذریعہ ہے کہ جس کی بدولت قوم کو استحکام حاصل ہوگا اور دین بھی مضبوط ہوگا۔

دوسری قسم کی خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے خلافت ملوکیت ہے جس کا ذکر اس وقت مقصود نہیں ہر ان دو قسموں کے علاوہ نبی کے وہ جانشین جو نبی کے بعد ہوتے ہیں وہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں اور یہ خلافت جانشینی کے رنگ میں جانی جاتی ہے۔ نبی کی وفات کے بعد مومنین کے ذریعہ ایسے خلفاء کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے خلفاء اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص شفقت کے تحت ہی مقرر ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ مقام نبوت سے آگاہ کرتا ہے جبکہ نبی کی وفات کے بعد مومنین کی کثرت رائے سے دوسری قسم کی خلافت کا انتخاب ہوتا ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ خود شریعت کی باتیں بتاتا ہے جبکہ جانشین خلیفہ اُس شریعت کی تکمیل کا کام کرتا ہے گویا کہ وہ ریفلیکٹر کا کام کرتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اُس نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت ہے اور اُس کے بعد اُس کو دنیا میں پھیلانے اور زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اُس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت وہ ریفلیکٹر ہے جو نبوت اور الوہیت کے نور کو لمبا کر دیتا ہے اور اسے دور تک پھیلا دیتا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 312)

خلافت کے معنے

خلافت کے لغوی معنے نیابت یا جانشینی کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحاً خلیفہ سے مراد نبی کا جانشین اور قائمقام کے ہوتے ہیں۔ (النھایۃ جلد اصفحہ 316)

حضرت مسیح موعود خلیفہ کے معنے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں۔ جو تجدید دین کرے نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

خلافت کا وجود نبوت کی طرح ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ جلال الٰہی کے ظہور کے زمانہ کو ممتد کیا جاتا ہے اور الٰہی نور کو ایک لمبے عرصہ تک کیلئے دنیا کے فائدہ کیلئے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خلافت کا وعدہ دیا گیا تو آپؐ کو ایک دلی سکون نصیب ہوا۔ جوں جوں آپؐ کی آخری بیماری نے زور پکڑا آپؐ کو اپنی امت کی فکر بڑھنے لگی آپؐ نے اشاروں کنایوں میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اظہار کیا مگر واضح طور پر انہیں اپنا جانشین نہ قرار دیا ''ایک موقع پر فرمایا ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ تمام کھڑکیاں جو مسجد نبوی میں کھلتی ہیں بند کر دی جائیں۔'' پھر اپنی زندگی کے آخری ایام میں ان کو اپنی جگہ امت کا امام الصلوٰۃ مقرر فرما دیا اور دل چاہتے ہوئے بھی ان کے حق میں اعلان خلافت نہ کیا تاکہ امت کو لَا خِلَافَۃَ اِلَّا بِمَشُوْرَۃٍ کا جو ارشاد فرمایا تھا اس کی تکمیل ہو۔ چنانچہ آپؐ نے اس امر کا بھی اظہار فرمایا کہ ''اللہ اور مومنین ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور وجود کو خلیفہ منتخب کرنے پر راضی نہ ہوں گے۔''

چنانچہ جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پھیلی امت مسلمہ میں ایک غم واضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر انسان کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ یہ کہنے لگے کہ جس نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں مَیں اس کا سر قلم کردوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ سے باہر تھے۔ جونہی مدینہ میں آئے سیدھے آنحضور ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ آنحضور ﷺ کے جسد اطہر سے چادر کو اٹھایا آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ آپؐ پر کبھی دو موتیں جمع نہیں کرے گا'' یعنی آپؐ کی ظاہری وفات اور آپؐ کے قائم کردہ دین کی موت۔ جس کے اغیار منتظر تھے۔ اس کے بعد آپ نے ایک پُرشوکت خطاب کیا اور فرمایا

سنو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پاگئے ہیں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ زندہ اور جاوداں ہے اور اسے وفات کبھی نہیں آئے گی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا سوال پیدا ہوا سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہؓ کا اجتماع ہوا اور بالآخر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر اتفاق ہُوا۔ پھر ان کے ذریعہ اور ان کے بعد آنے والے خلفاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام وعدے پورے ہوئے۔ اسلام خطہ عرب سے نکل کر ایک طرف فارس وافغانستان تک پھیل گیا اور دوسری طرف یورپ کی دہلیز سپین تک اسلام کے جاں نثاروں نے آقدم جمائے تیسری طرف افریقہ میں اسلام پھیلنے لگا اور اس نے اپنے قدم جمائے قیصر وکسریٰ کی حکومتیں تباہ ہوئیں اسلام کا بول بالا ہوا مگر یہ تمام فتوحات امت مسلمہ کی وحدت کی وجہ سے حاصل ہوئیں اور وحدت کے بغیر خلافت کے ناممکن ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی فوج کی تعداد بہت کم تھی۔ لیکن خلافت کی برکت سے مسلمان فتح مند ہوئے۔ آج بھی خلافت ہی واحد ذریعہ ہے کامرانی و کامیابی کا۔ کیوں کہ نبوت کا عظیم مقصد بغیر خلافت کے ناتمام ہے۔

احادیث نبویؐہ کی روشنی میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احادیث پر یکجائی غور وتدبر کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ دنیا خلافت راشدہ کی نعمت سے محروم ہو جائے گی۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ امام مہدی کو بھیجے گا۔ جن کے ذریعہ پھر سے خلافت علی منہاج نبوت کا قیام ہوگا۔ حدیث میں ہے:۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب الرقاق باب التحذیر من الفتن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُسے بھی اٹھالے گا۔ پھر ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی اور جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا یہ رہے گی۔ پھر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ رہے گی۔ پھر خدا اُسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین کے ذریعہ شروع ہوا اور آج ہم الحمدللہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دور خلافت میں آپ سے حاصل ہونے والے علم وعرفان کے سمندر میں غوطہ زن ہیں۔

حدیث کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاموشی اختیار فرمانا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ خلافت قیامت تک ممتد ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے بعد دائمی خلافت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

''سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 ص 305)

خلافت کیوں ضروری ہے

خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت مذکورہ میں واضح کر دیا ہے۔ اس سے خلافت کی ضرورت اس قدر واضح ہے کہ مزید کسی اور وضاحت کی ضرورت نہیں تاہم حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل ارشادات اس مسئلے کو حل کرنے میں ممد ومعاون بن سکتے ہیں۔ فرمایا:

''چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اَشرف واَولیٰ ہیں ظِلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے''۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود کو جس خلافت کا وعدہ دیا گیا اور جسے آپ نے قدرت ثانیہ کا نام دیا ہے اس کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

''اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں

پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔ اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306,305)

27 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت ثانیہ کو سیدنا حضرت حکیم مولوی نورالدین کے وجود میں ظاہر کیا جو دشمنوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کرنے والے اور دین کو تمکنت عطا کرنے کا موجب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وہ تمام وعدے جو سورۂ نور کی آیت 56 میں مذکور ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ خلافت میں پورے فرمائے۔

آپ کے وصال کے بعد سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود کو اللہ تعالیٰ نے خلعت خلافت سے سرفراز کیا آپ کے 52 سالہ دورِ خلافت میں احمدیت کا قافلہ اس عظیم سالار کی معیت میں آگے سے آگے چلتا گیا۔ ہندوستان سے نکل کر مربیان انڈونیشیا، یورپ، افریقہ، روس اور امریکہ میں پہنچے اور دین حق کا بول بالا ہوا۔ خلافت کی برکت سے جماعت ترقی پر ترقی کرتی چلی گئی۔ خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں جماعت کو بڑی سختیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نے بڑی جوانمردی سے جماعت کو اس پرشور زمانہ سے کامیاب و سرفراز آگے سے آگے چلنے کا حوصلہ دیا۔

خلافت رابعہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کے نفوس میں ہجرت امام کے طفیل بہت برکت دی۔ جماعت کی مالی ترقی میں برکت دی اور جماعت کو MTA کی سی عظیم دولت سے نوازا خلافت کو اور خلیفہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اور اپنی مدد خاص سے دشمن کے عزائم سے محفوظ رکھا۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ سب ان وعدوں کے طفیل ہے جو خود عرش کے خدا نے خود اپنے پیارے محبوب سے کیے۔ اللہ تعالیٰ کا اس خلافت موعودہ کے ذریعہ دین کو تمکنت دیتے چلے جانا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خدا سچے وعدوں والا خدا ہے۔

آج کے حالات میں خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستگی ہی واحد ذریعہ ہے کہ جس کی بدولت مومن کامیابی و کامرانی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔

فروری 1974ء کے موقعہ پر پاکستان میں مسلم سربراہان کی کانفرس ہوئی تو اس وقت جو حالت تھی اُس کا اندازہ کر کے مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر صدق جدید نے ''خلافت کے بغیر اندھیرا'' کا عنوان دے کر لکھا:۔

''اتنے تفرق و تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر اور شام کا رخ کس طرف ہے؟ مصر کدھر اور حجاز اور یمن کی منزل کون سی ہے اور لیبیا کی کون سی؟ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکت اسلامیہ میں کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی۔ ایک اسرائیل کے مقابل پر سب کی الگ الگ فوجیں کیوں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔''

(صدق جدید ہندوستان یکم مارچ 1974ء)

حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307,306)

الحمدللہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اور اب قدرتِ ثانیہ کے پانچویں مظہر کے دور میں قافلہ احمدیت مستحکم سے مستحکم ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روشنی کو دوام بخشتا ہے اور یہ تمام اکنافِ عالم کو روشن کرتا جا رہا ہے۔ خلافت احمدیہ پر ابتداء سے اندرونی اور بیرونی حملے اور فتنے زوروں سے اٹھے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کو ناکام و نامراد کر دیا اور جماعت کو ایک اونچا مقام تمام دنیا میں مل گیا اور مل رہا ہے۔ آج ہم بڑے فخر سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوگا۔

لازم ہے کہ افرادِ جماعت خلافت سے ایسی وابستگی رکھیں کہ اُس کی مثال دنیاوی رشتوں میں نہ ملے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو امام کے ساتھ وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ۔''

(الفضل 20 نومبر 1946ء صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے اُن دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں (-) قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اُس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اُس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ نہیں بسر کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔''

(الفضل 15 نومبر 1946ء صفحہ 6)

ہم اگر اپنی جماعت ہی کو دیکھ لیں۔ ہماری جماعت میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت رکھی ہوئی ہے اس لئے بہت سے فوائد قوم کو پہنچ رہے ہیں۔ کہیں کسی احمدی کو ذرا بھی تکلیف ہو تو ساری دنیا میں شور مچ جاتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو اگر کسی امداد کی ضرورت ہو تو وہ مرکز میں پہنچ جاتے ہیں اور وہاں سے ان کی اکثر ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 مئی 2005ء کو سورۂ نور کی آیت نمبر 56 کی تلاوت کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل لوگوں کی آپ کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔............ پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی اور دیکھ رہا ہوں۔''

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 308,307)

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے جس خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اور جس وعدہ کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے تجدید کی ہے وہ مشروط ہے اور اس میں جو شرائط ہیں ان میں سے پہلی شرط ایمان کے بعد عمل صالح کرنا ہے یعنی خلافت ایمان صالح بجالانے والے لوگوں کو ملے گی۔ دوسری شرط، یہ خلافت اس انداز کی ہوگی جیسی خلافت پہلے لوگوں کو دی گئی۔ یعنی یہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہوگی۔ اس کے قیام کے لیے ایک نبی کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لیے مبعوث فرمایا۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ نے برکات خلافت کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کے دین کو تمکنت دے گا۔ ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدلے گا۔ جب یہ یہ احسان خداوندی ہوں گے تو ان کا ایک نتیجہ یہ نکلے گا کہ اعمال صالحہ بجالانے والا گروہ اپنے مولیٰ کے پے در پے احسانوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسے جت جائیں گے کہ شرک سے کلیۃً بیزار ہوں گے۔

یہ وہ تمام برکات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خلافت سے وابستہ کی ہیں اور یہ محض اور محض اس کے احسانوں سے ہم کو خلافت احمدیہ سے حاصل ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم انعام کو حضرت مسیح موعود سے کیے گئے وعدہ کے مطابق ہمیشہ ہمارے ساتھ رکھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اپنے مولیٰ کا شکر ادا کرنے کا حق ادا کرنے کی توفیق ہمیشہ ملتی رہے۔

میرے والد محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجھے ہمیشہ تلقین فرمایا کرتے تھے جن کے ایک خط کی نقل شائع کر رہا ہوں۔

''اے میرے بیٹے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم خلافت کے وفادار اور خلافت سے انتہائی محبت کرنے والے رہو گے تو کوئی دنیا کی طاقت تم پر غالب نہیں آسکے گی اور دنیا کی کوئی طاقت یا طاقتور انسان تمہیں ذلیل و رسوا نہیں کر سکے گا اور انشاء اللہ تم ہر میدان میں مظفر و منصور ہو گے۔ یہی حقیقت ہے اور میری زندگی کا نچوڑ ہے۔ پس اے میرے بیٹے خدا تیرے ساتھ ہو خلیفہ وقت کی دعاؤں کے تم طلبگار رہو اور اپنے آخری سانس تک خلیفۂ وقت سے وابستگی رکھنا اور اگر اس راہ میں موت بھی آوے تو اے میرے بیٹے خدا کی قسم اسے سینے سے لگا لینا تا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تم پر بے انتہا فضل فرماتا ہوا جنت کا ہر دروازہ تم پر کھول دے۔''

(اگست 1971ء)

پُر نور خلافت کا دیا

گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے
سائے کی طرح سایہ فگن ہم پہ خدا ہے
اور رات جو آئے بھی تو پروانوں کو غم کیا
جلتا ہوا پُرنور خلافت کا دیا ہے

قانون بنائے ہیں بہت اہلِ ستم نے
اب لے نہ کوئی اُن کے سوا نام خدا کا
ان سادہ مزاجوں سے کوئی جا کے یہ پوچھے
بندے بھی کبھی روک سکے کام خدا کا
ساتھ اپنے محمدؐ کی، مسیحا کی دعا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

سجدوں میں لُٹا دیتے ہیں اشکوں کے نگینے
دنیا کے خداؤں سے شکایت نہیں کرتے
کچھ اور بڑھا دیتے ہیں لَو اپنے لہو میں
ہم تیز ہواؤں سے شکایت نہیں کرتے
کردار کی عظمت کو سدا اونچا کیا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

آتی ہے صدا روز شہیدوں کے لہو سے
یہ دیپ ہواؤں سے بجھائے نہ بجھیں گے
قسمت کا لکھا پڑھ نہیں سکتے ہو تو سُن لو
اِک دیپ بجھاؤ گے تو سو اور جلیں گے
مانے نہ کوئی مانے مگر ایسا ہوا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

زندان میں بیٹھا ہوا قیدی کوئی بولا
تسلیم ہے مجھ کو کہ میرا جرم وفا ہے
ہاتھوں پہ مرے زخم جو تم دیکھ رہے ہو
ٹُوٹے ہوئے شیشوں کو اُٹھانے کی سزا ہے
یہ جرم اگر ہے تو سرِ عام کیا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

جو لوگ جلا دیتے ہیں اوروں کا نشیمن
وہ لوگ کبھی چین سے سویا نہیں کرتے
اور جن کا نگہبان ہمیشہ سے خدا ہو
گرداب، سفینے وہ ڈبویا نہیں کرتے
طوفان بھی کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

کچھ اس لئے ہجرت بھی ضروری تھی ہماری
اُس شہر ستم گر میں جفا کار بہت تھے
کچھ اُن کو بھی نفرت سے عقیدت تھی زیادہ
کچھ ہم بھی محبت کے پرستار بہت تھے
پہلے سے کہیں بڑھ کے ہمیں اُس نے دیا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

برکت ہے خلافت کی کہ اک ہاتھ پہ یارو
لاکھوں ہیں کروڑوں ہیں جو اک جان ہوئے ہیں
طوفان کی مرضی تھی اُجڑ جائیں یہ لیکن
بُوٹے جو لگائے تھے گلستان ہوئے ہیں
سب اُس کی عطا، اس کی عطا، اس کی عطا ہے
گزرے ہوئے سو سال کی تاریخ گواہ ہے

مبارک صدیقی

اشتہارات

مکرم بشیر الدین کمال صاحب

خلافت خوف کو امن سے بدلنے کا ذریعہ ہے

خلافت کی برکات تاریخ کے آئینہ میں

خلافت ایک نعمت ہے اور نعمت ان کے لئے جو اس کی قدر کرتے ہیں۔ تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب بھی یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی اس نعمت کے ساتھ ہی ایک طبقہ کی طرف سے خلفاء کی مخالفت بھی شروع ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے فتنے سراٹھانے لگتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے خلفاء کا ساتھ دیا ہے اور وہی کامیاب و کامران ہوتے آئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو کھڑا کیا ہوتا ہے۔ وہی ان کے پیچھے ہوتا ہے اور وہی ان کی مدد کرتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کو یہ نعمت نصیب ہو جائے ان کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور تاریخ سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے مولا کو راضی رکھنا چاہئے۔ آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح خلفاء کے دور میں فتنہ و فساد کھڑے کئے گئے اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور کس طرح وہ کامیاب و کامران ہوئے۔

خلافت کیا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے‘‘۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 353)

خلافت ہر نبی کے بعد قائم ہوئی ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:۔

’’کہ دنیا میں کوئی ایسی نبوت نہیں گزری جس کے پیچھے خلافت قائم نہ ہوئی ہو‘‘۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کیا ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا ...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 304)

چونکہ خلافت ہر نبی کے بعد قائم ہوئی ہے اس لئے ضروری تھا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی قائم ہو۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کی وفات پر صحابہ دیوانوں کی طرح ہو گئے اور کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہ تھا کہ رسول کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں یہاں تک کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ بہرحال یہ صحابہ کرام کی رسول اکرم ﷺ سے محبت کا ایک رنگ تھا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ:۔ کہ اے لوگو! محمد رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ کے رسول تھے۔ ان سے پہلے جتنے رسول تھے گزر چکے ہیں پس اگر آپ فوت ہو جائیں یا خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔

(سورۃ ال عمران آیت 145)

یہ سن کر حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کو اطمینان ہوا کہ رسول کریم ﷺ بھی فوت ہو سکتے ہیں صحابہ کرام کی محبت حضرت حسانؓ کے اس شعر سے بھی عیاں ہے۔

عربی سے ترجمہ:۔ کہ اے خدا کے رسول! تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ اب تیرے وفات پا جانے کی وجہ سے میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ صرف تو ہی ایسا وجود تھا جس کے متعلق مجھے موت کا خوف تھا۔ اب تیری وفات کے بعد خواہ کوئی مرے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا بطور خلیفہ کے انتخاب

آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ جس میں یہ بحث ہوتی رہی کہ خلیفہ مہاجرین میں سے ہونا چاہئے یا انصار میں سے۔ چنانچہ کافی بحث کے بعد لوگوں کی رائے اس طرف ہوتی چلی گئی کہ مہاجرین میں سے خلیفہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کو اس منصب کے لئے پیش کیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو مگر دونوں نے انکار کیا اور کہا کہ جسے رسول کریم ﷺ نے نماز کا امام بنایا اور جو سب مہاجرین میں سے بہتر ہے ہم اس کی بیعت کریں گے۔ چنانچہ اس پر حضرت ابوبکرؓ کی بیعت شروع ہو گئی۔ پہلے حضرت عمرؓ نے بیعت کی پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے بیعت کی پھر دیگر صحابہ نے اس طرح آپ کا انتخاب بطور خلیفہ کے ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کو مشکلات کا سامنا

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہوتے ہی فتنہ ارتداد اٹھ کھڑا ہوا اور اکثر لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کم و بیش سارا عرب مرتد ہو گیا اور وہ لڑائی کے لئے چل پڑے۔ بعض جگہ تو ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر ادھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس دس ہزار کا لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا۔ یہ وہ لشکر تھا جسے رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات کے قریب رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا اور اسامہ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کا وفد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں اس لشکر کو رکوانے کے لئے حاضر ہوا۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ کیا رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم ﷺ نے حکم دیا تھا اسے روک لے۔ میں اس لشکر کو کسی صورت نہیں روک سکتا۔ اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بیشک ہو جائے اور اگر مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں تو بیشک نہ رہے۔ خدا کی قسم اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس آئے اور ہمارے سامنے مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا جس کو روانہ کرنے کا رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص 89)۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بیشک میرا ساتھ چھوڑ دو۔ میں اکیلا تمام دشمنوں کا مقابلہ کروں گا۔

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر لیجئے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کر لیں اور انہیں کہہ دیں کہ ہم اس سال تم سے زکوٰۃ نہیں لیں گے اس دوران ان کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔ موجودہ صورت میں ان سے زکوٰۃ وصول کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی ایک رسی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے اور اب نہیں دیں گے تو میں اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھوں گا۔ جب تک وہ رسی بھی ان سے وصول نہ کر لوں اور فرمایا اے دوستو اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابوبکر اکیلا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوگا۔ یہ جرأت، یہ دلیری، یہ یقین اور یہ وثوق ان میں کہاں سے پیدا ہوا۔ اس بات سے کہ وہ سمجھتے تھے کہ خلافت کے مقام پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو کامیاب و کامران کیا۔

حضرت عمرؓ کے بہادرانہ کارنامے

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہی عمر جو حضرت ابوبکرؓ کو اسامہ کا لشکر روکنے اور زکوٰۃ کی وصولی کو ایک سال کے لئے ملتوی کرنے کو مشورہ دیتے تھے ان میں بھی حضرت ابوبکرؓ والا توکل آجاتا ہے اور وہ ایک وقت میں ساری دنیا سے جنگ کرتے ہیں۔ آپ کے زمانہ میں رومی حکومت سے جنگ ہوئی جو کہ بہت زبردست حکومت تھی۔ اس کے باوجود آپ نے ایران پر حملہ کرنے کا بھی حکم دے دیا۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں دو زبردست حکومتوں سے کس طرح مقابلہ ہوگا۔ مگر آپؓ فرماتے ہیں کچھ پرواہ نہیں جاؤ اور مقابلہ کرو اور فتح حاصل کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو فتح عطا فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کا دلیرانہ مقابلہ

اسی طرح حضرت عثمانؓ جیسے رقیق القلب انسان نے اندرونی مخالفت کا مقابلہ جس یقین سے کیا وہ انسانی عقل کو دنگ کر دیتا ہے۔ حالانکہ وہ عام طور پر کمزور سمجھے جاتے تھے۔ مگر جب ان کا اپنا زمانہ آیا تو انہوں نے ایسی بہادری اور جرأت سے کام لیا کہ انسان ان واقعات کو پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ منافقوں نے آپ سے خلافت کی ردا اتروانے کی کوشش کی لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ جو ردا خدا تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے میں اس کو نہیں اتار سکتا۔ چنانچہ آپ نے شہادت قبول فرمائی مگر ردائے خلافت نہ اتاری۔

حضرت علیؓ کا دلیرانہ مقابلہ

یہی حال حضرت علیؓ کا رہا آپ نے بھی کسی خطرے یا مخالفت کی پرواہ نہیں کی حالانکہ جہاں اندرونی خطرات تھے وہاں پر بیرونی بھی تھے مگر ان کے مدنظر یہی رہا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی پوری ہو اور ذرا بھی کسی سے خوف کھا کر اس منشاء الٰہی میں جو انہوں نے سمجھا تھا فرق آنے نہیں دیا اور اسی راہ میں شہادت نوش فرمائی۔

پس واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں خود مقام خلافت پر نہ صرف کھڑا کیا بلکہ ان کی مدد بھی کی اور تائید بھی کی۔ یہ مدد اور یہ تائیدات تمام خلفاء کے ساتھ رہیں۔

الوصیت میں بشارت

حضرت مسیح موعود کے عشاق اور آپ کے متبعین کو بھی آپ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود کو جب آپ کی وفات کے بارہ میں الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ ''الوصیت'' تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے اپنے متبعین کو خوشخبری دی کہ میرے جانے کے بعد آپ کو خدا تعالیٰ دوسری قدرت دکھائے گا اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ میں چلا جاؤں گا کیونکہ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے اور دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں اور فرمایا کہ یہ دوسری قدرت قیامت تک رہے گی۔ اس طرح آپ نے قیام خلافت کی جماعت کو نوید سنادی۔ چونکہ دوسری قدرت کے لئے جماعت کی اکثریت اعمال صالحہ بجالانے والی ہونی چاہئے۔ آپ نے اپنے متبعین کے لئے رسالہ ''الوصیت'' میں وہ ذرائع بھی بیان فرمادیئے جو کہ اعمال صالحہ بجالانے میں مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی وفات پر جماعت حضرت مولانا حکیم نورالدین کے ہاتھ پر بیعت کر کے جمع ہوگئی۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''جب حضرت مسیح موعود کی نعش کو قادیان لایا گیا تو اسے باغ میں ایک مکان کے اندر رکھ دیا گیا۔ کوئی آٹھ نو بجے کا وقت ہوگا کہ خواجہ کمال الدین باغ میں پہنچے اور مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگے کہ میاں کچھ سوچا بھی ہے کہ اب حضرت صاحب کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ میں نے کہا کچھ ہونا تو چاہئے مگر یہ کہ کیا ہو اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وہ کہنے لگے میرے نزدیک ہم سب کو حضرت مولوی صاحب کی بیعت کر لینی چاہئے اس وقت کچھ عمر کے لحاظ سے اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ میرا مطالعہ کم تھا۔ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے تو یہ کہیں نہیں لکھا کہ ہم آپ کے بعد کسی اور کی بیعت کرلیں اس لئے ہم حضرت مولوی صاحب کی کیوں بیعت کریں۔ (گو الوصیت میں اس کا ذکر تھا مگر اس وقت میرا ذہن اس طرف گیا نہیں) انہوں نے اس پر میرے ساتھ بحث شروع کر دی اور کہا کہ اگر اس وقت ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی گئی تو ہماری جماعت تباہ ہو جائے گی۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی تو یہی ہوا تھا کہ قوم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اس لئے اب بھی ہمیں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے اور اس منصب کے لئے حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر ہماری جماعت میں اور کوئی شخص نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کی بھی یہی رائے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تمام جماعت کو مولوی صاحب کی بیعت کر لینی چاہئے۔

آخر جماعت نے متفقہ طور پر حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں۔ اس پر باغ میں تمام لوگوں کا اجتماع ہوا اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تقریر کی اور فرمایا کہ مجھے امامت کی کوئی خواہش نہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی اور کی بیعت کرلی جائے۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں پہلے میرا نام لیا اور پھر ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب کا نام لیا پھر ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب کا نام لیا۔ اسی طرح بعض اور دوستوں کے نام لئے۔ (بدر 2 جون 1908ء ص 6 کالم 3) لیکن ہم سب لوگوں نے متفقہ طور پر ہی عرض کیا کہ اس منصب خلافت کے اہل آپ ہی ہیں۔ چنانچہ سب لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 490)

بیعت لینے سے پہلے جو آپ نے تقریر فرمائی اس سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ جن کو ہمیشہ ہی مدنظر رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''اگر تم میری ہی بیعت کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال ...... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ میں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اول بیمار، پھر اس قدر بوجھ، نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام ادھر میں حضرت صاحب کے قریب عمر۔ وہاں تائیدات روزانہ موجود یہاں میری حالت ناگفتہ بہ اسی لئے فرمایا فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے''۔

پھر فرمایا:۔

''اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرھاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں وہ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں ان میں خصوصیت سے میں قرآن کریم کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا ...... یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔

(الحکم 6 جون 1908ء ص 8)

اس تقریر کے بعد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں۔ چنانچہ باغ میں موجود تقریباً 1200 احباب نے بیعت کی۔

خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں

ابھی آپ کی بیعت کئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جماعت میں خلافت کے بارہ میں ریشہ دوانیاں شروع ہوگئیں اور طرح طرح کے سوالات ان لوگوں کے ذہنوں میں ہی ابھرنے لگے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت کرنے اور کروانے اور تجویز کرنے والے پیش پیش تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''بعض کہتے کہ بہت اچھا ہوا۔ آج جبکہ حضرت مسیح موعود کے اکثر (رفقاء) زندہ ہیں اس امر کا فیصلہ ہونے لگا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی اصل جانشین انجمن ہی ہے ...... مگر بہر حال اس وقت جماعت میں ایک غیر معمولی جوش پایا جاتا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ خلیفہ کے خلاف خطرناک بغاوت ہو جائے گی''۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 492)

ان حالات کو بھانپتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بیرونی جماعتوں کے نمائندوں کا قادیان میں اجتماع کروایا تا کہ مسئلہ خلافت کے بارہ میں، حالات کے بارہ میں نمائندگان کو آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو بجائے اس کے کہ اس جگہ کھڑے ہوتے جو آپ کے لئے تجویز کی گئی تھی۔ آپ حصہ (بیت) میں کھڑے ہوگئے جو حضرت مسیح موعود نے بنوایا تھا اور لوگوں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ (بیت) میں بھی نہیں کھڑا ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ اپنے پیر کی بنائی ہوئی (بیت) میں کھڑا ہوا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مسئلہ خلافت پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ خلیفہ کا کام صرف نمازیں پڑھا دینا۔ جنازے پڑھا دینا اور لوگوں کے نکاح پڑھا دینا ہے۔ اسے نظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ کہنے والوں کی سخت گستاخانہ حرکت ہے۔ یہ کام تو ایک ملاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی کیا ضرورت ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے تقریر سنی ہوئی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ تقریر اتنی دردانگیز اور اس قدر جوش سے لبریز تھی کہ لوگوں کی روتے روتے گھگھی بندھ گئی۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 494)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس موقعہ پر جو تقریر فرمائی تھی۔ اس میں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں جو آئندہ کے لئے بھی راہنمائی کا باعث ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ اس موقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ خلافت کیسری دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا (-) تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے......

دیکھو میری دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو...... تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔

(حیات نور ص 68-567)

تقریر کے بعد آپ نے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ سے کہا کہ دوبارہ بیعت کرو۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی۔ دوبارہ بیعت کرنے کے باوجود ان لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے خلاف اور زیادہ منصوبے کرنے شروع کر دیئے اور قادیان سے جانے کے منصوبے شروع کر دیئے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا بیشک وہ ابھی چلے جائیں۔ یہ جواب سن کر مولوی محمد علی صاحب بھی خاموش ہوگئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زندگی میں قادیان سے جانے کا کبھی اظہار نہ کیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت کرنے کو پیش پیش تھے اور باغی ہونے میں بھی پیش پیش ہوگئے۔ غرض حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خلافت کو تسلیم کر لینے کے بعد ان لوگوں نے بھی خوارج کی طرح الحکم للہ والامر شوریٰ بیننا کا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات اور خلافت ثانیہ کا قیام

13 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد انہی لوگوں نے قیام خلافت میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ ایک ٹریکٹ لکھ کر جماعت کے دوستوں میں تقسیم کر دیا۔ جس میں جماعت پر زور دیا گیا تھا کہ

آئندہ خلافت کا سلسلہ نہیں چلنا چاہئے اور یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت بھی انہوں نے بطور ایک پیر کے کی تھی نہ کہ بطور خلیفہ کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جماعت کا ایک امیر ہو سکتا ہے مگر وہ بھی ایسا ہونا چاہئے جو واجب الاطاعت نہ ہو وغیرہ وغیرہ جس کی چالیس سال سے زیادہ عمر ہو مقصد یہ تھا کہ اگر خلیفہ بنایا جائے تو مولوی محمد علی صاحب کو کیونکہ ان کی عمر اس وقت 40 سال کی تھی۔

ان ریشہ دوانیوں کے باوجود جماعت کی بھاری اکثریت اس امر پر متفق تھی کہ خلیفہ ہونا چاہئے جس رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول تھے۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد جب حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وصیت سنانے کے بعد لوگوں سے درخواست کی کہ وہ کسی کو اپنا جانشین تجویز کریں تو سب نے بالاتفاق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام لیا اس طرح خلافت ثانیہ کا قیام عمل میں آیا۔

خلافت ثانیہ میں ریشہ دوانیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جلد ہی انہی لوگوں نے آپ کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ مولوی محمد علی اور آپ کے ساتھی جماعت سے الگ ہو کر لاہور چلے گئے اور وہاں پر اپنا مرکز بنالیا اور پیغامی کہلائے۔ آپ کو یہ زعم تھا کہ چونکہ ہم نے اپنے عقائد میں تبدیلیاں مخالفوں کے نظریات کے مطابق کر لی ہیں اور ہم زیادہ پڑھے لکھے اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں اس لئے لوگ خاطر خواہ ہماری طرف اُمڈے آئیں گے اور ہماری تعداد میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوگا۔ اضافہ کیا ہونا تھا پہلے سے زیادہ کمی ہونی شروع ہوگئی اور بہت سے احباب نے ان میں سے خلافت کی بیعت میں آگئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنی ایک نظم میں بڑے دکھ کے ساتھ فرماتے ہیں۔

اہل پیغام! یہ معلوم ہوا ہے مجھ کو
بعض احباب وفا کیش کی تحریروں سے
میرے آتے ہی ادھر تم پہ کھلا ہے یہ راز
تم بھی میدان دلائل کے ہو رن بیروں سے
تم میں وہ زور وہ طاقت ہے اگر چاہو تو
چھلنی کر سکتے ہو تم پشت عدو تیروں سے
آزمائش کے لئے تم نے چنا ہے مجھ کو
پشت پر ٹوٹ پڑے ہو مری شمشیروں سے
مجھ کو کیا شکوہ ہو تم سے کہ مرے دشمن ہو
تم یونہی کرتے چلے آئے ہو جب پیروں سے
حق تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں میں یاد رہے
وہ بچائے گا مجھے سارے خطا گیروں سے
میری غیبت میں لگا لو جو لگانا ہو زور
تیر بھی پھینکو کرو حملے بھی شمشیروں سے
پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں
باندھ لو ساروں کو تم مکروں کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے میرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے میرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے
مجھ کو حاصل نہ اگر ہوتی خدا کی امداد
کب کے تم چھید چکے ہوتے مجھے تیروں سے
ایک تنکے سے بھی بدتر تھی حقیقت میری
فضل نے اس کے بنایا مجھے شہتیروں سے
تم بھی گر چاہتے ہو کچھ تو جھکو اس کی طرف
فائدہ کیا تمہیں اس قسم کی تدبیروں سے
نفس طامع بھی کبھی دیکھتا ہے روئے نجات
فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کف گیروں سے
تم مرے قتل کو نکلے تو ہو پر غور کرو!
شیشے کے ٹکڑوں کو نسبت بھلا کیا ہیروں سے
جن کی تائید میں مولا ہو انہیں کس کا ڈر
کبھی صیاد بھی ڈر سکتے ہیں نخچیروں سے

اس کے علاوہ مستریوں کا فتنہ، مصریوں کا فتنہ اور اللہ رکھا وغیرہ کا فتنہ نیز اور بھی بہت سے فتنے آپ کے دور میں اٹھے۔ سب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اللہ کی مدد و نصرت سے سب خائب و خاسر رہے۔

مجلس انتخاب خلافت کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دوربین نگاہ نے بھانپ لیا تھا کہ آئندہ بھی فتنے جماعت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اٹھتے رہیں گے۔ اس لئے آپ نے جماعت کی تربیت اس رنگ میں کی کہ خلیفہ اور خلافت کی محبت لوگوں کے دلوں میں رچ بس گئی اس لئے خلافت کے مقابلہ میں جو بھی فتنہ اٹھا احباب جماعت نے اس سے منہ پھیر لیا۔ آئندہ کے لئے جماعت کو فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ نے مجلس انتخاب مقرر فرمادی جو خلیفہ کا انتخاب کرے گی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا انتخاب اسی مجلس انتخاب نے کیا۔

جماعت نے خلافت کے ساتھ اپنی وفا اور وفاداری کا ثبوت دیا اور خلافت بلا روک ٹوک منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہی۔

اب خداتعالیٰ کے فضل سے خلافت خامسہ کا مبارک دور ہے اور جماعت احمدیہ 100 سال سے خلافت کی نعمت سے سرفراز ہے۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد پیش خدمت ہے۔ جو ہمیشہ ہی ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

”پس اے مومنوں کی جماعت اور اے عمل صالح کرنے والو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خداتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر کرو۔ جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہوگئی تو پھر یہ امر اس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اس انعام کو جاری رکھے اور وہ چاہے تو بند کر دے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خداتعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رد کر دیا بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرت ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد 15 ص 593)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خداتعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو سمجھنے اور قدر کرنے اور اس سے فیض اٹھانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

اشتہارات

اشتہارات

زمانے بھر کا سرمایہ وہی ہے

ہوا کے رخ پہ دروازہ وہی ہے
فصیل جس میں رستہ وہی ہے

لہو کے دودھ کے رشتے بہت ہیں
مگر دنیا میں بس اپنا وہی ہے

بہت پیارے مجھے ماں باپ اپنے
مگر دل میں فقط بستا وہی ہے

وہ بیت الفضل ہو، بیت الفتوح ہو
جہاں خطبہ وہ دے ربوہ وہی ہے

بھرم ہے وہ میری فکر و نظر کا
جدھر دیکھوں نظر آتا وہی ہے

کسی کا کس طرح سکہ چلے گا
دلوں کے تخت پہ بیٹھا وہی ہے

سبھی دریاؤں کے ہیں خشک سوتے
سخاوت کا رواں دریا وہی ہے

اسی کے ساتھ وابستہ ہے خوشبو
زمانے میں گل تازہ وہی ہے

وہی ہے آج مرجع روشنی کا
کہ سورج کا فرستادہ وہی ہے

زباں اپنی نہ اس کی فکر اپنی
خدا کہتا ہے، جو کہتا وہی ہے

مقفل ہیں محل شاہوں کے سارے
ہمیشہ در کھلا رکھتا وہی ہے

اسے منہا کریں تو کیا بچے گا
زمانے بھر کا سرمایہ وہی ہے

ہمیں قدسیؔ نہیں دیتا بکھرنے
دلوں کا حُسنِ شیرازہ وہی ہے

عبدالکریم قدسیؔ

ردائے خلافت کا حصار

یہ سب اسی کا کرم ہے دیارِ یار میں ہیں
وگرنہ ہم سے خطاکار کس شمار میں ہیں

وہ جس کی چھاؤں میں اب چین اور راحت ہے
ہم عافیت کے اسی شجرِ سایہ دار میں ہیں

یہ خوشبوؤں سے معطر ہے جس کی ساری فضا
خدا کا شکر کہ اس گلشنِ بہار میں ہیں

خوشی سے کیوں نہ کریں ناز اپنی قسمت پر
وہ خوش نصیب جو اس محفلِ قرار میں ہیں

وہ جس کے فیض سے روشن ہیں آگہی کے چراغ
ہم علم و فضل کی اس بزمِ افتخار میں ہیں

ملے ہیں سارے ثمر جس کی برکتوں کے طفیل
اسی رِدائے خلافت کے ہم حصار میں ہیں

یہ جان و دل سبھی تجھ پر نثار ہیں آقا
ترے غلام ہیں ہم تیرے اختیار میں ہیں

عبدالصمد قریشی

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات